اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہَیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ

جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ
لاہور

بیاد
قطبُ الاقطاب عالمِ ربّانی مُحدّثِ کبیر حضرۃ مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ
بانیٔ جامعہ مدنیہ جدید

اگست ۲۰۲۴ء

ماہنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ٨	صفرالمظفر ١٤٤٦ھ / اگست ٢٠٢٤ء	جلد : ٣٢

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 50 روپے......سالانہ 600 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 90 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 25 امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 20 ڈالر

امریکہ .... سالانہ 30 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

jmj786_56@hotmail.com

Whatsapp: +92 333 4249302

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

رابطہ نمبر : 4249302-0333

موبائل : 4249301 - 0333

موبائل : 4036960 - 0345

موبائل : 4250027 - 0323

جازکیش نمبر : 4587751 - 0304

دارُالافتاء کا ای میل ایڈریس اور وٹس ایپ نمبر

darulifta@jamiamadniajadeed.org

Whatsapp : +92 321 4790560

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۶
سیرتِ مبارکہ کے اشارات اور تحریکاتِ دورِ حاضر کے نظریات میں بنیادی فرق	حضرت اقدس مولانا سید محمد میاں صاحبؒ	۱۲
مقالاتِ حامدیہ ... پردہ کا حکم قرآنِ پاک میں	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۲۴
میرے حضرت مدنیؒ قسط : ۱۳ ، آخری	حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ	۲۹
تربیتِ اولاد قسط : ۱۷	حضرت اقدس مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ	۳۶
رحمٰن کے خاص بندے قسط : ۲۶	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۴۰
تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب قسط : ۱	حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ	۴۸
ماہِ صفر اور نحوست سے متعلق نبوی ہدایات		۵۵
ربیع الاوّل ، اُسوۂ رسول اور ہمارا طرزِ عمل	مولانا نورالحق فیض صاحب زوبی	۵۷
امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کی جماعتی مصروفیات	مولانا عکاشہ میاں صاحب	۶۰
عالمی خبریں		۶۱
وفیات		۶۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

برصغیر جو کہ تقسیم کے بعد اب پاکستان ، بنگلہ دیش ، ہندوستان ، جزائرِ مالدیپ ، سری لنکا ، بھوٹان اور نیپال کے چھوٹے بڑے سات ممالک پر مشتمل ہے تا حال اُن ہی حالات سے دوچار ہے جن سے تقسیمِ ہند سے قبل دوچار تھا ! بلکہ ستتر برس گزرنے پر پہلے سے بھی بدتر صورتِ حال ہو چکی ہے ہر شخص اپنے اپنے ملکی ماحول میں ان کے اسباب بیان کرتا ہے ان کا علاج بھی تجویز کرتا ہے بعض تجویزوں پر عمل بھی کر لیا جاتا ہے مگر بہتری کی کوئی صورت سامنے نہیں آتی ! !

بغور دیکھا جائے تو باوجود تقسیم ہو جانے کے پورا برصغیر ایک بدن کی مانند ہے ! اس کو سیراب کرنے والے سیاسی ، اقتصادی اور تعلیمی چشمہ میں فرنگی ایسا سرطان چھوڑ گیا ہے جو ہر کسی کو نظر نہیں آتا اس سرطان نے پورے برصغیر کو اپنے شکنجہ میں کس رکھا ہے وہی کل پرزا حرکت کر سکتا ہے جس پر وہ اپنی پکڑ ڈھیلی کر لیتا ہے ! !

برصغیر ایک جسم کی مانند ہے ہم اس پورے جسم کے علاج کے بجائے اپنی توجہ اس کے مختلف اعضاء پاکستان ، بنگلہ دیش ، ہندوستان وغیرہ پر مرکوز کیے اپنی توانائیاں ضائع کر رہے ہیں جبکہ اصل مرض ''فرنگی سرطان'' ہے جس کا مقابلہ سب مل کر سکتے ہیں ! !

لہٰذا برصغیر کے چھوٹے بڑے سات ممالک میں وہ فکر جو ''حریت پسند'' نہیں بلکہ ''حریت پرست'' ہو آگے آئے اور اپنے مذہبی ، سیاسی ، لسانی ، علاقائی تعصّبات سے بالاتر ہوکر پھر سے ایک لمبی اور بھرپور تحریک کے لیے کمربستہ ہوکر تن ، من ، دھن قربان کرنے کے لیے تیار ہوجائے اور ملک وقوم کے نمک حرام منافق فوجی وسول نوکر شاہی اور اسی طرح فرنگی کے پروردہ ہندو ، سکھ ، عیسائی سرطانی کیڑے چن چن کر نکال باہر نہ کر دیے جائیں تب تک ہم ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتے ! !

برطانیہ یورپ ، یورپی یونین اور یورپ نیز امریکہ باوجودیکہ علیحدہ علیحدہ مختلف ممالک اور ریاستوں پر مشتمل ہیں مگر اپنی مشترکہ قدروں سے بخوبی آگاہ بھی ہیں اور باہم متفق ومتحد بھی ہیں ان کے معاملات میں باہر کی پرائی قوتیں اثر انداز ہونا تو دور کی بات ہے اس کا سوچ بھی نہیں سکتیں ! جبکہ براعظم ایشیا کے بہت سے ممالک اور اس کا برصغیر تا حال ''فرنگی سرطان'' سے نجات نہیں حاصل کر سکے لہٰذا مسلم ، ہندو ، سکھ ، عیسائی سب اس نکتہ پر متفق ہونے کے لیے آج سے سوچنا شروع کریں گے تو کل کو قدم بڑھانے کے قابل ہو سکیں گے ! برصغیر کے کوئیں کو پاک صاف کرنے کے لیے ہم آج تک ڈول پر ڈول نکال کر ہلکان ہوتے جارہے ہیں مگر اس میں پڑے ''فرنگی کتے'' کو نکالنے کی کسی کو نہیں سوجھتی ! لہٰذا آج پھر سے ''ریشمی رومال تحریک'' کا علم بلند کرنے کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے ! !

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں نور اللّٰہ مرقدہٗ کا مجلس ذکر کے بعد درسِ حدیث ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین !

غرغرے کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی !

گناہوں سے حَبْطِ عمل اور اُس کے درجے !

(درسِ حدیث نمبر ۶۸/ ۲۰۸ ۲۲ رشعبان المعظم ۱۴۰۶ھ/۲ رمئی ۱۹۸۶ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرتِ آقائے نامدار ﷺ نے ارشاد فرمایا اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ کَانَتْ نُکْتَۃٌ سَوْدَاءَ فِیْ قَلْبِہٖ اس کے دل میں سیاہ نقطہ سا بن جاتا ہے فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ اگر وہ توبہ کرلے ''توبہ'' کا مطلب ہے گناہوں سے رجوع کرلینا وَاسْتَغْفَرَ خدا سے مغفرت چاہنا معافی چاہنا صُقِلَ قَلْبُہٗ تو اس کا دل صاف ہوجاتا ہے صیقل ہوجاتا ہے ! وَاِنْ زَادَ اگر وہ گناہ مزید کرتا ہی رہے زَادَتْ تو یہ سیاہی بھی بڑھتی رہتی ہے حَتّٰی تَعْلُوَ قَلْبَہٗ حتی کہ وہ اس کے دل کو ڈھانپ لیتی ہے ! !

اس وقت جب یہ حالت ہوجائے کہ دل کو ڈھانپ لے سیاہی اس کو بتاتے ہیں رسول اللہ ﷺ کہ اس کو قرآنِ پاک میں ''رَیْن'' کہا گیا ہے ! [1]

اور ارشاد ہے سورۂ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ میں ﴿ کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ﴾ ان کے دلوں پر ''رَیْن'' کی کیفیت پیدا کردی ہے جو کام کرتے تھے ان کاموں نے ! یعنی برائیوں نے جن سے انہوں نے توبہ نہیں کی استغفار نہیں کیا تھا اس کی وجہ سے اس حالت پر پہنچ گئے ! !

---

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب الدعوات باب الاستغفار و التوبۃ رقم الحدیث ۲۳۴۲

توبۃ اور استغفار کا مطلب :

''توبۃ'' کا مطلب ہے برائی کو برائی سمجھ کر چھوڑ دینا خدا کی طرف رجوع کرنا ! اور'' استغفار'' کا مطلب ہے خدا سے ان کی معافی کو چاہنا ! قرآن پاک میں جو آتا ہے ﴿ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴾[1] قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے اور ان کے درمیان حجاب ہوگا یہ حجاب میں رکھے جائیں گے اللہ کی رؤیت سے ! تو یہ حالت توبہ نہ کرنے سے ہوتی ہے اور اگر توبہ کرتا رہے تو پھر فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کہ وہ صاف ہوتی رہتی ہے ! !

غرغرے کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی اور اس کی وجہ ؟

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْغِرْ[2] اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ قبول فرماتے رہتے ہیں جب تک اس کی غرغرے کی کیفیت نہ ہو ! غرغرے کی کیفیت میں تو وہ عالَم نظر آنے لگتا ہے اس کو یہاں سے غفلت ہوجاتی ہے وہی چیزیں سامنے نظر آتی ہیں تو اس وقت اگر توبہ کرے گا تو وہ معتبر نہیں ! کیونکہ اس وقت کی توبہ اور اس وقت کا ایمان'' ایمان بالغیب ''نہیں ہے ! اور قرآن پاک میں ہے ﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ﴾ اس وقت تو دیکھ کر ایمان خود بخود ہی آجاتا ہے ! ! تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں بندوں کی توبہ قبول کرتا رہتا ہوں ! اور یہ وعدہ ہوگیا اللہ کا کہ جب کوئی توبہ کرے گا تو وہ قبول فرمائے گا یہ اس کا وعدہ ہے ! مگر کب تک ؟ مَالَمْ يُغَرْغِرْ جب تک غرغرے کی کیفیت نہ ہو ! غرغرے سے مراد وہ عالَم روشن ہونا ہے ! جیسے قرآن پاک میں آتا ہے

﴿ اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ﴾[3]

ملائکہ ان سے پوچھتے ہیں جنہوں نے زیادتی کی ہے اپنے آپ پر یعنی گناہ کے کام کیے ہیں

---

[1] سُورۃ المطففین : ۱۴ ، ۱۵ [2] مشکوۃ المصابیح کتاب المناقب رقم الحدیث ۲۳۴۳

[3] سُورۃ النساء : ۹۷

اور کہیں یہ آتا ہے ﴿ وَالْمَلٰٓئِکَةُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ﴾ ۱
فرشتے ہاتھ دراز کیے ہوئے ہوتے ہیں کہ اپنی جان ادھر لاؤ نکالو !

اور وہ ہٹتا ہے پیچھے ! تو یہ کیفیت ان لوگوں کی ہے جو کفر پر ہیں معاذ اللہ ! اور ڈرایا یہی گیا ہے حدیث شریف میں کہ یہ گناہ جو ہیں یہ بڑھتے بڑھتے بڑھتے بڑھتے بہت دور لے جاتے ہیں اس کو ! معاذ اللہ نفاق اور کفر تک لے جاتے ہیں ! کیونکہ جب یہ بڑھتا ہی جائے گا اور آدمی توبہ کرے گا ہی نہیں تو پھر وہ دوسری طرف ہی نکل جائے گا !

خاص مصیبتوں اور بیماریوں سے پناہ :

کچھ مصیبتیں بھی ایسی ہیں جن میں بتایا گیا کہ ان سے پناہ چاہنی چاہیے اللہ سے ! کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا اَوْکَمَاقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ ۲ یہ فقر بھی قریب ہے کہ کفر ہو جائے ! خود پناہ مانگی ہے آپ نے قرض سے دَین سے وغیرہ ! ایک صحابی نے پوچھا کہ آپ بہت زیادہ اس سے پناہ مانگتے ہیں تو فرمایا کہ انسان جب مقروض ہو جاتا ہے زیرِ بار ہو جاتا ہے تو وعدہ بھی کرتا ہے تو جھوٹا وعدہ ہوتا ہے وَعَدَ فَاَخْلَفَ ۳ نہیں پورا کر سکتا ! ! !

اور بیماریوں سے بھی اللہ کی پناہ کا بتایا گیا ہے مثلاً سَیِّءِ الْاَسْقَامِ ۴ برے امراض سے ! بڑھاپا تو کوئی بات نہیں، بڑھاپے میں حواس نہ رہنا بہت بری بات ہے ! ! قرآن پاک میں ہے ﴿ مَنْ یُّرَدُّ اِلٰٓی اَرْذَلِ الْعُمُرِ ﴾ پھر لوٹا کے بہت ہی بدترین عمر کے حصے میں اس کو پہنچا دیا جاتا ہے ! ﴿ لِکَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْئًا ﴾ ۵ ایسا دور آتا ہے کہ جاننے کے بعد پھر ایسا ہو جاتا ہے جیسے کچھ نہیں جانتا ! ﴿ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَکِّسْهُ فِی الْخَلْقِ ﴾ ۶ اور ہم جس کی عمر بہت لمبی کر دیتے ہیں اس کو پھر الٹا لوٹا دیتے ہیں اس کی پیدائش کی طرف (بچہ کی طرح) ! ؟

---

۱ سُورۃ الانعام : ۹۳ ۲ مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث ۵۵ ۳ ایضًا رقم الحدیث ۹۳۹
۴ ایضًا رقم الحدیث ۲۴۷۰ ۵ سُورۃ النحل : ۷۰ ۶ سُورۃ یٰسین : ۶۸

بس پھر وہ کم عقلی کی طرف آجاتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے پناہ مانگی ہے اس سے اور بتایا ہے کہ پناہ مانگو

وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ [۱]

میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے عمر کے بدترین حصے کی طرف لوٹایا جائے !

بہت بہت بیمار ہوجاتے ہیں بہت بہت بوڑھے ہوجاتے ہیں کئی کئی سو سال کی عمریں ہوتی ہیں لیکن حواس صحیح رہتے ہیں ! ! تو یہ خدا کا انعام ہے ! !

اور حواس صحیح نہ رہیں تو اس سے پناہ چاہی ہے ! وہ ہے اَرْذَلِ الْعُمُرِ عمر طویل نہیں بلکہ اَرْذَلِ الْعُمُرِ اور اس سے مراد وہ عمر ہے کہ جس میں حواس صحیح نہ رہیں ! ! ﴿ لِكَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْئًا ﴾ جاننے کے بعد ایسے ہوجائے جیسے کچھ جانتا ہی نہیں ! ! یہ نہ ہونے پائے اس سے پناہ مانگی ہے !

اسی طرح بہت چیزیں بتائی گئی ہیں جو اتنی ہیں کہ وہ اسلام کے علاوہ کہیں اور نہیں ہیں کیونکہ یہ تعلیمات تو رسول اللہ ﷺ سے اب تک محفوظ چلی آرہی ہیں ! اور سب وہ ہیں جو قرآن پاک سے مطابقت رکھتی ہیں جو صحت کی دلیل ہے ! ! !

تو آقائے نامدار ﷺ نے توبہ بتلائی ہے اور وہ اس وقت سے پہلے پہلے بتلایا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ جب تک غرغرے کی کیفیت نہ ہو وہ عالَم نظر نہ آئے اس وقت تک ایمان بھی معتبر ہے توبہ بھی معتبر ہے !

حبطِ عمل کے درجے :

میں یہ ذکر کر رہا تھا کہ گناہ جو ہیں وہ لے جاتے ہیں کفر کی طرف جیسے کہ قرآن پاک میں کافروں کے بارے میں ہے کہ ﴿ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ﴾ [۲] ان کے اعمال جو ہیں بے وزن ہوگئے ساقط الاعتبار ہوگئے !

اور یہ بھی ہے کہ جو نبی ﷺ کی نافرمانی کرے گناہ کرے بے ادبی کرے تو اسے ڈرنا چاہیے ! ﴿ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴾ [۳] تو یہ "حبطِ عمل" ایک لفظ ہے جو قرآنِ پاک میں آیا ہے اس کی درجہ بندی کی ہے !

---

[۱] صحیح البخاری رقم الحدیث ۶۳۷۴ [۲] سُورۃ اٰلِ عمران : ۲۲ [۳] سُورۃ الحجرات : ۲

☆ حبطِ اعمال کا درجہ کم سے کم تو یہ ہے کہ جس طرح کسی عمل کو کرنا چاہیے آدمی اس طرح انجام نہ دے ! یہ بھی ایک حبطِ عمل ہے نقصان ہے عمل میں !

☆ اور اس سے آگے جو اور درجات ہیں حبطِ عمل کے ان میں خدا کے یہاں ایک اِحباط ''تَوْقِیْفِی'' بھی ہوتا ہے ! وہ اس طرح کہ اس کے سارے کام بیکار گئے ایسے کہ اس کو ایک جگہ ٹھہرا دیا گیا ! سزاءً کھڑا کر دیا گیا روک دیا گیا ! !

☆ اور ''تَعْذِیْبِی'' بھی ہوتا ہے ! وہ ایسے ہوتا ہے کہ اس کی نیکیاں اکارت گئیں معاذ اللّٰہ ! اور اتنی کہ تعذیب کی نوبت آگئی، گویا احباطِ تعذیب ہوگیا کہ اس میں خدا کی طرف سے گرفت کی جائے اور عذاب میں مبتلا رہے معاذ اللّٰہ ! تین تو یہ ہوگئے !

چوتھا جو بنتا ہے درجہ وہ ہے ''اِحْبَاطِ کُلِّی'' ! احباطِ کلی کا مطلب تو یہ ہے کہ بالکل عمل ختم، کچھ رہا ہی نہیں ! اس کا مطلب یہ ہے کہ معاذ اللّٰہ رفتہ رفتہ رفتہ ہوتے ہوتے اتنا وہ بڑھ گیا کہ ایمان سے نکل گیا ! تو یہ احباطِ کلی ہوگا ! یہ بہت بڑی اور بہت خطرناک چیز ہے ! ! اللہ تعالیٰ ہر قسم کے حبطِ عمل سے پناہ میں رکھے اپنے فضل و کرم سے، مبتلا تو سب ہیں کسی نہ کسی قسم کے حبطِ عمل میں! باقی اللہ کی گرفت نہ ہو اور رحمت رہے شاملِ حال تو پھر وہ بچ جاتا ہے ! !

یہاں یہ بتلایا گیا کہ جس نے کتنے بھی گناہ کر لیے ہوں لیکن وہ توبہ کی طرف آرہا ہے اور ابھی زندگی باقی ہے ایک دن بھی باقی ہے ایک گھنٹہ بھی باقی ہے آدھا گھنٹہ پانچ منٹ بھی باقی ہیں توبہ کرسکتا ہے جب توبہ کرلے گا تو قبول ہوجائے گی ! مَالَمْ یُغَرْغِرْ (غرغرہ سے پہلے پہلے)

شیطان کا عزم :

حدیث شریف میں آتا ہے کہ شیطان نے کہا ہے وَعِزَّتِكَ یَارَبِّ لَا اَبْرَحُ اُغْوِیْ عِبَادَكَ مَادَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِیْ اَجْسَادِهِمْ خداوندِ کریم تیری عزت کی قسم اے پروردگار میں تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا جب تک ان کی روحیں ان کے جسموں میں رہیں گویا زندگی بھر ! !

اللہ کا وعدہ :

تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بالمقابل اپنی رحمت کا وعدہ فرمایا فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَارْتِفَاعِ مَکَانِیْ اپنی عزت اپنے جلال اور اپنے مکان کی بلندی کی قسم ہے لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَھُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِیْ [۱] تو جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے میں ان کو بخشتا ہی رہوں گا تو استغفار بہت بڑی چیز ہے ! ''توبہ'' یعنی گناہ سے رجوع کرنا ''استغفار'' یعنی خدا سے معافی اور اس کی رحمت طلب کرنا یہ نہایت ضروری ہے ! [۲] اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا اور آخرت میں اپنی رحمتوں سے نوازے ، آمین ! اختتامی دعاء..............(مطبوعہ ماہنامہ انوارِ مدینہ مارچ ۲۰۰۹ء)

قطب الاقطاب شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاںؒ

کے آڈیو بیانات (درسِ حدیث) جامعہ کی ویب سائٹ پر سنے اور پڑھے جاسکتے ہیں

https://www.jamiamadniajadeed.org/bayanat/bayan.php?author=1

[۱] مشکوۃ المصابیح کتاب الدعوات باب الاستغفار و التوبۃ رقم الحدیث ۲۳۴۴

[۲] انتباہ : مگر جو گناہ بندوں کے حقوق سے تعلق رکھتے ہوں ان میں صرف دل میں ندامت اور اعتراف کافی نہیں ہے جس بندہ کا حق تلف کیا ہو اور اس کے ساتھ ظلم وزیادتی کی ہو اس کو دنیا ہی میں اس کا حق ادا کرنا یا اس سے معاف کرانا بھی ضروری اور لازمی ہے اس کے بغیر اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں فرماتے ۔ محمود میاں غفرلہٗ

سیرتِ مبارکہ کے اشارات

اور

تحریکاتِ دورِ حاضر کے نظریات میں بنیادی فرق

سید الملّت مجاہد فی سبیل اللہ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحبؒ کی تصنیفِ لطیف

سیرتِ مبارکہ ''محمد رسول اللہ'' کے چند اوراق (صلی اللہ علیہ وسلم)

سیرتِ مبارکہ کے پر تقدس سلسلہ میں سوشلزم کمیونزم وغیرہ دورِ حاضر کی تحریکات کا ذکر کرنا سوءِ ادب اور گستاخی ہے ! مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وَبِضِدِّھَا تَتَبَیَّنُ الْاَشْیَاءُ (یعنی کسی حقیقت کی پوری وضاحت جب ہوتی ہے جب اس کی مقابل اور برعکس چیز کو سامنے رکھا جائے) نورِ آفتاب کی قدر اسی وقت ہوتی ہے جب ظلمتِ شب کی مصیبت جھیلی ہو ! لہٰذا ان تحریکات کے بنیادی نظریات کا کسی قدر تذکرہ اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سیرت مبارکہ کے اُن اشارات کی وضاحت ہو سکے جن کا تعلق اقتصادیات سے ہے اور انصاف پسند اہل بصیرت ان کی قدر و منزلت معلوم کر سکیں ! اس کے علاوہ واقعہ یہ ہے کہ تحریکاتِ حاضرہ کے متوالوں میں ایسے بھی ہیں جو ان تحریکات کا پیوند دامنِ اسلام سے جوڑنا چاہتے ہیں اور اس کو اسلام پر ایک احسان سمجھتے ہیں ! ؟ لہٰذا بنیادی فرق کی وضاحت اس لیے بھی ضروری ہے کہ ایسے (نام نہاد) محسنین اسلام کے سامنے حقیقت جلوہ گر ہو سکے ! !

(۱)

سب سے پہلا فرق یہ ہے کہ ان تحریکات کے بانیوں نے اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی جس کا سمجھنا سب سے پہلے ضروری تھا ! ان تحریکات کا منشاء اگر انسانی سماج کی فلاح و بہبود ہے تو سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ انسان کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ ''انسان'' کیا ہے ''انسانیت'' کیا ہے ؟ ؟ تاکہ انسان کی فلاح و بہبود کے معنی اور ترقی کا معیار معین ہو سکے ! !

ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ تحریکات دورِ حاضر کی پیداوار ہیں اور اس سے پہلے انسان کے دماغ پر تالے پڑے ہوئے تھے، ان تالوں کی کنجیاں بیسویں صدی عیسوی میں انسان کے ہاتھ آئی ہیں ! حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ صرف ڈیزائن اور نقشہ بدلا ہے ورنہ ان تحریکات کی بنیادیں بہت قدیم ہیں اور اس طرح کے انقلابات سے دنیا ہمیشہ دوچار ہوتی رہی ہے ! ! ۱

موجودہ تحریکات اور ان کی ہم جنس سابق تحریکات کی مشترکہ کوتاہی یہ ہے کہ ان کی بنیاد صرف ''خدافراموشی'' پر نہیں ہے بلکہ ''خودفراموشی'' بھی ان کی بنیادوں کا کنکریٹ، اینٹ اور گارا ہے ! انسان کیا ہے ؟ کیوں پیدا ہوا ؟ اس کا مستقبل کیا ہے ؟ اس کائنات میں اس کی حیثیت کیا ہے ؟ موت کی حقیقت کیا ہے ؟ وہ فنا ہے یا انتقال ؟ (یعنی حالت کی تبدیلی اور ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف منتقل ہوجانا)

اگر موت انتقال ہے اور انسان موت کے بعد بھی باقی رہنے والی حقیقت ہے تو مَابَعْدَ الْمَوْتْ کا تعلق موجودہ زندگی سے کیا ہے ؟ قول وعمل اگر باقی رہنے والی حقیقتیں ہیں تو کس طرح ؟ اور ان کا کچھ اثر مَابَعْدَ الْمَوْتْ ہوگا یا نہیں ؟

عاقبت اندیش انسان ۲ کا فرض ہے کہ میدانِ عمل میں قدم رکھنے سے پہلے ان سوالات کو حل کر لے ان سوالات سے غفلت ''خودفراموشی'' ہے جس کا نتیجہ ''خدافراموشی'' ہوتا ہے ! !

مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ نَفْسَہٗ لَمْ یَعْرِفْ رَبَّہٗ

---

۱ فارسی زبان اور تاریخِ ایران سے دلچسپی رکھنے والے مزدک سے واقف ہیں جس نے تقریباً پانچویں صدی عیسوی میں تحریک چلائی تھی کہ زر، زن اور زمین سب کے لیے مشترک ہے !

زنان را خلاص گرانید، اموال را مباح داشت، و ہمہ مردمان را در خواستہ زن شریک ساخت چنان کہ در آتش وآب وعلف انباز نند (دبستانِ مذاہب ، اَلْمِلَلْ وَ النِّحَلْ ج۲ ص ۸۶)

ترجمہ : عورتوں کو آزادی دے دی، اموال کو جائز قرار دیا، اور تمام لوگوں کو عورت میں شرکت کا حق دے دیا جیسے آگ پانی اور چارے پر سب کا حق ہے''

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احقر کی تصنیف ''اقتصادی تحریکات اور اسلامی تعلیم کے اشارات'' ۲ انجام سے باخبر انسان

(۲)

انسان ایک جاندار ہے جو اپنے اندر غور وفکر اور تحقیق وتنقید کی طاقت رکھتا ہے جس کی بنا پر اس نے خاص طرح کی زندگی اختیار کی جس نے درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے موجودہ تمدن کی صورت اختیار کر لی، جس کے بہت سے شعبوں میں سے ایک شعبہ وہ بھی ہے جس کو سائنس اور فلسفہ کہا جاتا ہے [۱] جس کے نتیجہ میں وہ کائنات کی آخری سرحد تک پرواز کرنے کی کوشش کر رہا ہے ! اس کو کچھ ایسے ضابطوں اور قوانین کی ضرورت ہے جو اس زندگی کو محفوظ رکھ سکیں اور اس کو خوشگوار بنا سکیں چنانچہ وہ یہ ضابطے بناتا ہے اور ان کو رائج کرتا ہے ! یہ ہیں وہ انکشافات جو تحریکات کے بانی صاحبان کو حقیقتِ انسان کے متعلق خود بخود دیا اس سائنس اور فلسفہ کے ذریعے سے ہوگئے جس (فلسفہ) کا دعوٰی ہے کہ وہ ہر چیز کی حقیقت سے واقف ہے ! لیکن اس کائنات میں انسان کی حیثیت کیا ہے ؟ اس کا جواب سائنس اور فلسفہ نے بھی نہیں دیا ! اس کے برعکس قرآن حکیم کے شروع ہی میں چند تمہیدی فقروں کے بعد سب سے پہلے انسان کی وہ خصوصیت بیان کی گئی ہے جو اس کو باقی تمام مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے ! ساتھ ساتھ اس کی وہ حیثیت واضح کی گئی ہے جو اس کو پوری کائنات یعنی عالمِ مخلوقات میں حاصل ہے !

(۳)

صرف اسلام ہی نہیں بلکہ جملہ مذاہب اس پر متفق ہیں کہ

(الف) انسان کا خاتمہ موت پر نہیں ہو جاتا بلکہ وہ ایسی حقیقت ہے جو موت کے بعد بھی باقی رہتی ہے ! موت کی حقیقت فنا ہو جانا نہیں ہے بلکہ موت ایک تبدیلی اور انتقال ہے ! یعنی عالمِ مشاہدہ سے ایک ایسے عالَم کی طرف منتقل ہو جانا جو ہمارے مشاہدہ سے بالا ہے ! !

(ب) اور یہ کہ انسان کا حقیقی اور دائمی مستقبل وہ ہے جس کا آغاز اس انتقال اور اس تبدیلی کے بعد ہوگا جس کو موت کہا جاتا ہے ! لیکن اگر حقیقی مستقبل اور حقیقی زندگی وہ ہے جو موت کی گھاٹی کو پار کرنے کے بعد سامنے آئے گی تو موجودہ زندگی کا تعلق اس سے کیا ہوگا ؟ اس زندگی کا آغاز از سرِ نو ہوگا یعنی

---

[۱] یعنی تجربات اور مشاہدات

نیست سے ہست اور عدم کی جگہ ایک وجود کا آغاز ہوگا یا وہ زندگی موجودہ زندگی کا نتیجہ اور ثمرہ ہوگی ! گویا آج ہم بو رہے ہیں اور مرنے کے بعد اس کو کاٹیں گے یا وہ ایک قدرتی ارتقا ہوگا ؟ یعنی جس طرح انسان کا موجودہ وجود ایک ارتقائی درجہ ہے [1] جو تخلیق کے بہت سے مراحل طے کرنے کے بعد ظہور پذیر ہوا ہے ایسے ہی مَابَعْدَ الْمَوْتْ بھی ایک ارتقائی درجہ ہوگا ؟ سائنس نے اس کا جواب نہیں دیا ! مذہب اس کا جواب دیتا ہے اور قرآنِ حکیم اسی جواب کو سامنے رکھ کر نہ صرف اقتصادیات وسیاسیات بلکہ انسان کی پوری زندگی کے لیے ضابطۂ حیات مقرر کرتا ہے ! ! آنحضرت ﷺ کی سیرۃ مبارکہ جو قرآن کے سانچہ میں ڈھلی ہوئی ہے اس کی عکاسی کرتی ہے۔

(۴)

خدا کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ انسان اس کو مانے ! ؟ انسان کو ضرورت ہے کہ اپنے آپ کو باہوش ثابت کرنے کے لیے خدا کو مانے ! اس شخص کو باہوش نہیں کہا جا سکتا جس کا دعوٰی یہ ہو کہ تاج محل خود بخود وجود میں آگیا ! ؟ یہ شخص اگر اسی کور باطنی [2] کے ساتھ تاج محل کی سیر کرتا ہے تو نہ صرف یہ کہ وہ بانی اور معماروں کی قدر نہیں کرے گا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ سنگ تراشی، نقش سازی،

---

[1] ڈارون کا نظریہ ہمارے پیشِ نظر نہیں ہے، ہمارے پیشِ نظر قرآنی آیات ہیں جن میں یہ ترتیب قائم کی گئی ہے کہ انسان کی سرشت مٹی سے ہوئی ! پھر ہر انسان کے مراتب تولید میں نُطْفَةٌ پھر عَلَقَةٌ (خون بستہ) پھر مُضْغَةٌ (گوشت کا لوتھڑا) پھر انسانی شکل، پھر نَفْخِ رُوْح (جان پڑنا) پھر ولادت پھر بچپن، جوانی، کُھوُلَتْ (ادھیڑ عمری) پھر بڑھاپا ! بس جس طرح نَفْخِ رُوْح (جان پڑجانے کے بعد) بطنِ مادر میں رہا اور وہاں سے اس عالم میں آیا، یہ بھی ایک انتقال ہے اسی طرح موجودہ عالم بطنِ گیتی ہے (شکمِ دھرتی) ! جہاں وہ اپنے اوصاف وخصائل اور اپنے کردار وعمل کے ساتھ نشو ونما پا رہا ہے اور مرنے کے بعد وہ بطنِ گیتی سے دوسرے عالَم میں منتقل ہوگا اور جس طرح ماں باپ کی خصلتیں اور ان کے امراض عموماً بچہ میں سرایت کر جاتے ہیں، انسان کے اعمال وکردار کے اچھے برے اثرات بھی انسان میں اثر کر جائیں گے اور دوسرے عالَم میں ان کے اثرات ظاہر ہوں گے ! !

[2] باطنی آنکھ کا اندھاپن

ڈیزائن سازی اور انجینئرنگ وغیرہ کے تصورات سے بھی محروم رہے گا ! اس کے ذہن میں بھی نہیں آئے گا کہ ڈیزائن سازی بھی کوئی خاص فن ہے ! ؟ سنگِ خارا [1] اور سنگِ مرمر پر پھول اور بوٹیاں بنانا پھران میں رنگ بھرنا اور ایسے مسالے تیار کرنا کہ صدہا سال کی سینکڑوں برساتیں ان پر کوئی اثر نہ کرسکیں، عمارت کے طول وعرض بلندی وغیرہ کو موزوں رکھنا بھی قابل قدر ہنر ہیں ! ! ؟

یہ ظالم تاج محل کو خود رومان کران تمام فنون اوران کے ماہرین پر ظلم کرتا ہے، ان فنون کے ایجاد کرنے اور ترقی دینے کا کوئی سوال اس کے سامنے نہیں آتا ! وہ خود اپنے اوپر بھی ظلم کرتا ہے اور اپنی ظالمانہ فطرت سے ان تمام فنون کو بھی مجروح اور مفلوج کردیتا ہے ! ایسے کور باطنوں کو اگر اقتدار کی باگ ڈور دے دی جائے تو کیا تمدن ایک قدم بھی آگے بڑھ سکے گا ؟ ؟

کائنات کے اس تاج محل میں جو حسن اور خوبیاں ہیں ان کو صحیح طور پر وہی پہچان سکتا ہے جو اس کے پیدا کرنے والے کو پہچانے ! اسی کو ''معرفتِ حق'' کہا جاتا ہے ! معرفتِ حق، حقیقت پسندی اور خدا پرستی کی بنیاد ہے ! ! اس کو مضبوط کرنے اور ترقی دینے کا نام روحانیت ہے ! ! !

(۵)

انسان کی حیثیت اگر یہ ہے کہ وہ ایک جاندار ہے جس کو عقل کی نعمت دے دی گئی ہے [2] تو اس سے اعلیٰ اخلاق، شرافت اور روحانیت کا مطالبہ خاص وزن نہیں رکھتا، اگر وزن رکھتا ہے تو صرف اتنا جو بتقاضاءِ عقل ضروری ہو ! !

مگر اسلام نے انسان کی حیثیت بہت بلند قرار دی ہے وہ کمالاتِ تخلیق کا بہترین نمونہ اور نظامِ قدرت کا شاہکار ہے [3] جس کو یہ عزت اور عظمت دی گئی ہے [4] کہ وہ اس پوری کائنات میں خالقِ کائنات

---

[1] ایک قسم کا نیلگوں سخت پتھر

[2] ہمارے مدارس میں فلسفہ کے مضامین میں اس کو ''حیوانِ ناطق'' کی اصطلاح دی گئی ہے۔ محمود میاں غفرلہٗ

[3] ﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ﴾ (سُورۃ التین : ۴)

[4] ﴿ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ ﴾ (سُورۃ بنی اسرائیل : ۷۰)

کا خلیفہ ہے ۱؎ کائنات کی بڑی سے بڑی مخلوق حتی کہ چاند سورج اور زمین و آسمان کو بھی خالق و قادر ذوالجلال نے اس کے لیے مسخر کر دیا ہے ۲؎ وہ ہر ایک پر حکم چلا سکتا ہے جس کو چاہے اپنے کام میں لا سکتا ہے ! ! ! یہ ہے انسان کی حیثیت اسلام کی نظر میں ! ! اور خود فراموشی یہ ہے کہ انسان اپنی اس حیثیت سے اور اس حیثیت کے بموجب جو اس کے فرائض ہیں ان سے غافل ہو ! !

فرائض :

خلافت و نیابت کے منصبِ جلیل کا جس طرح یہ تقاضا ہے کہ خلیفہ اپنے آقا کا فرمانبردار اور وفادار رہو ایسے ہی اس کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے آقا کے کمالات کا مَظْہَر ہو اور ان نقائص سے پاک ہو جو کمالات کی ضد ہیں اور عیب سمجھے جاتے ہیں !

قرآنِ حکیم نے سب سے پہلے فقروں میں خالق کائنات کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے

(۱) ﴿ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ تمام جہانوں کا پالنے والا

(۲) ﴿ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴾ بہت رحم کرنے والا ، بہت مہربان

(۳) ﴿ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴾ مالک انصاف کے دن کا

سب سے پہلے ضروری ہے کہ انسان میں رحم ہو، شفقت اور مہربانی ہو ! اس کی فطرت میں تربیت ہو (یعنی پرورش کرنا، سکھانا، سدھانا، ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری کرنا) سخاوت بخشش اور سیر چشمی جیسے صفات سے وہ آراستہ ہو !

ربُ العالمین خود نہیں کھاتا دوسروں کو کھلاتا ہے وہ بھوک پیاس سے بھی بے نیاز ہے ! لیکن انسان (جو کھانے پینے کا محتاج ہے) اگر بھوکوں کی ضرورت کو اپنی بھوک سے مقدم رکھے تو اس کا نام ایثار اور قربانی ہے !

۱؎ ﴿ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ﴾ (سُورة البقرة : ۳۰)

۲؎ ﴿ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴾ (سُورة ابراهيم : ۳۳)

﴿ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ﴾ (سُورة الجاثية : ۱۲)

ربُ العالمین سب سے بڑا منصف ہے اس کے خلیفہ کو بھی عدل و انصاف کا پیکر ہونا چاہیے ! !

خالق کائنات، ربُ العالمین عٰلِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے ۱

﴿ یَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ﴾ اس کی صفت ہے ۲

اس کے خلیفہ اور نائب کو بھی ذی علم ہونا چاہیے وہ (خلیفہؑ) عالمُ غیب السموت والارض اور عالمُ مافی البروالبحر نہیں ہوسکتا مگر اس کا فرض ہے کہ اپنے علم کو زیادہ سے زیادہ وسعت دے اور دعا کرتا رہے

﴿ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ﴾ ۳

ربُ العالمین صرف خالق ہی نہیں بلکہ اس کی صفت ہے ﴿ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ ۴

''نئی طرح بنانے والا زمینوں اور آسمانوں کا'' (انوکھے اور انہونے انداز پر)

فکرِ انسان کو بھی چاہیے کہ تخلیق و ایجاد کی باریکیوں کی تلاش کرنے میں مصروف رہے وہ نیست کو ہست اور معدوم کو موجود تو نہیں کرسکتا، یہ تو وہی کرسکتا ہے جس کے ایک حکم ''کُنْ'' پر نیست ہست بن جائے ۵ اور عدمِ محض جامۂ وجود سے آراستہ ہوجائے ! البتہ وہ یہ ضرور کرسکتا ہے کہ موجودات کی پوشیدہ صلاحیتوں کا کھوج لگائے اور مخفی طاقتوں کے اسباب و ذرائع معلوم کر کے جدید ایجادات کو بروئے کار لائے !

مختصر یہ کہ اوصافِ کمال کا سلسلہ ہے ان کے برعکس اوصافِ نقص ہیں رحم، مہربانی اور شفقت کے مقابلہ میں سخت مزاجی، سنگ دلی، جبر و قہر ! سخاوت اور سیر چشمی کے مقابلہ میں بخل، تنگدلی اور کنجوسی ! حاجت روائی اور کارسازی کے مقابلہ میں خود غرضی اور نفع اندوزی ! ایثار کے مقابلہ میں حرص طمع، رشوت ستانی اور ذخیرہ اندوزی ! عدل و انصاف کے مقابلہ میں ظلم ! علم کے مقابلہ میں جہل و سفاہت ! تحقیق و تنقید کے مقابلہ میں اندھی تقلید !

---

۱ ان تمام باتوں کا جاننے والا جو پردۂ آسمان میں یا سینۂ زمین میں چھپی ہوئی ہیں ! (سُورۃ الفاطر : ۳۸)

۲ اور ان تمام طاقتوں کو جانتا ہے جو سمندر یا خشکی میں ودیعت ہیں ! (سُورۃ الانعام : ۵۹)

۳ سُورۃ طٰہٰ : ۱۱۴ ۴ سُورۃ الانعام : ۱۰۱

۵ ہوجا ! یعنی عالمِ کون وہست میں آجا، عالمِ وجود میں آجا !

انسان میں قدرت نے دونوں صلاحیتیں رکھی ہیں وہ اوصافِ کمال کو اپنا کر کامل و مکمل بھی بن سکتا ہے اور اوصافِ نقص کو اختیار کر کے ذلیل، کمینہ اور شیطانِ اَخرس[1] بھی بن سکتا ہے ! !

شریعت کا مطالبہ یہ ہے کہ انسان اوصافِ نقص سے پاک ہو کر اوصافِ کمال اختیار کرے اسی کو تقدس کہا جاتا ہے اس مطالبہ کو پورا کرنے کی کوشش ''تزکیہ'' ہے جو آنحضرت ﷺ کی بعثت کا اہم مقصد اور آپ کی زندگی کا اہم ترین کارنامہ ہے ! !

کہا جاتا ہے کہ دورِ حاضر کی تحریکات کا مقصد یہ ہے کہ ملک کا ہر ایک باشندہ خوشحال ہو، زندگی کی ضرورتیں اس کو میسر ہوں، باشندگانِ ملک اطمینان کی زندگی گزار سکیں ! یہ مقصد بہت مبارک ہے لیکن جب تک انسان بری خصلتوں سے پاک نہ ہو، کیا یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے ؟ ؟

یہ دوسرا فرق ہے جو سیرتِ مبارکہ کی تعلیمات کو موجودہ تحریکات سے ممتاز کرتا ہے کہ سوشلزم و نیشنلزم وغیرہ کا اسکول تزکیہ اور اصلاحِ اخلاق کے مفہوم سے نا آشنا بلکہ اس کے ماحول میں یہ الفاظ قطعاً بے جوڑ اور مضحکہ انگیز ہیں ! !

جبکہ سیرتِ مبارکہ کی تعلیمات تزکیہ کو ایسا محور قرار دیتی ہیں کہ ہر ایک نظام اسی کے گرد گھومتا ہے اور اسی کی درگاہ سے سندِ جواز حاصل کرتا ہے ! کوئی بھی نظام ہو اگر اس کی بنیاد تزکیہ پر نہیں ہے تو وہ باطل اور فاسد ہے ! کیونکہ سیرتِ مبارکہ کی تعلیمات کا مطمحِ نظر صرف حیوانی زندگی نہیں جو چند روزہ عارضی ہے بلکہ اس کا مطمحِ نظر وہ حقیقی زندگی ہے جو ابدی اور دائمی ہوگی جس کی خوشگواری تزکیہ پر موقوف ہے ! !

(٦)

ٹیکس کی عربی '' ضَرِیْبَۃٌ '' ہے آپ پورے قرآن شریف کا مطالعہ کر لیجیے آپ کو کہیں کوئی ایسا لفظ نہیں ملے گا جو مالی نظام کے سلسلہ میں ٹیکس اور ضَرِیْبَۃٌ کے مفہوم کو ادا کرتا ہو ! ؟ کیونکہ ٹیکس کی تہ میں جبر اور قہر ہوتا ہے ! قانون کے بنانے والے اگرچہ عوام کے نمائندے ہوتے ہیں مگر اس کے نفاذ کی پشت پر حکومت کی مسلح طاقت ہوتی ہے ! اس طرح استحصال تو ہو سکتا ہے کہ حکومت کو رقم مل جائے

[1] گونگا شیطان

اور اس کے بجٹ کا خسارہ پورا ہو جائے مگر ادا کرنے والوں کے اخلاق کی اصلاح اور دلوں کا تزکیہ نہیں ہو سکتا ! ؟ بخل، طمع، حرص جیسے امراض بدستور رہتے ہیں ! اور آرڈیننس یا قانون کی بھیانک طاقت ان امراض میں نفرت، غصہ، بغض اور عداوت جیسی بیماریوں کا اضافہ کر دیتی ہے ! ! !

جاگیرداری نظام، سرمایہ داری، زمینداری، انتہا یہ کہ فرد کی ملکیت ختم کر دی جائے تو بہت سے محشر تو برپا ہو سکتے ہیں مگر دلوں کی پاکی اور اخلاق کی اصلاح نہیں ہو سکتی ! بلکہ خاتمۂ ملکیت سے عائلی نظام[1] درہم برہم ہو جاتا ہے[2] جس کا نتیجہ وہ نفرت انگیز انارکی ہوتا ہے جو دامن عصمت وعفت کے بھی تار پود بکھیر دیتا ہے[3]

جس مالی نظام کی قرآن حکیم رہنمائی کرتا ہے اس کا نتیجہ اگرچہ یہ ہو سکتا ہے کہ سرمایہ داری جاگیرداری حتی کہ ملکیت بھی ختم ہو جائے[4] مگر یہ خاتمہ اس طرح ہوگا کہ دلوں کی دنیا بھی بدل جائے گی

---

[1] خانگی نظام ، خاندانی نظام

[2] صاحبِ خانہ کا اثر اور دباؤ نہ رہے تو ظاہر ہے گھر کا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور اثر اور دباؤ صرف اس بنا پر نہیں کہ بیوی کا شوہر یا بچوں کا باپ ہے بلکہ دباؤ اور اثر اس لیے ہوتا ہے کہ وہ مالک وقابض ہے، بے دست و پا صاحبِ خانہ کا اثر صرف اخلاقی مطالبہ ہوتا ہے اور جب باپ کا دباؤ نہ ہو تو کیا اولاد با اخلاق بن سکتی ہے ؟

[3] خانگی نظام ختم ہونے کے بعد جب سرکاری پرورش گاہوں میں بچے پرورش پائیں گے تو ایک طرف قرابت اور رشتہ داری کے جملہ حقوق ختم بلکہ رشتہ داروں کو پہچاننا مشکل بھی ہوگا اور بیکار بھی !

دوسری جانب جنسی تعلقات کے لیے سلسلہ ازدواج بے معنی ہو جائے گا ! ! تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیے احقر کی تصنیف ''دورِ حاضر کے سیاسی اور اقتصادی مسائل'' اور ''اسلامی تعلیم کے اشارات''

[4] انسان اللہ کا خلیفہ اور نائب ہے تو ہر چیز کا اصل مالک اللہ ہے، بندہ کی ملکیت صرف نیابت ہے جو مالکِ حقیقی کی منشاء اور اس کی مصلحت کے تحت اور اس کے احکام کے تابع ہوگی پھر اللہ تعالیٰ ربُّ العالمین ہے اپنے بندوں کا محافظ، مشکلات کو حل کرنے والا، حاجتوں کو پورا کرنے والا (حَلُّ الْمُشْکِلَاتْ قَاضِی الْحَاجَاتْ)

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اس طرح سے خارجی طاقت یعنی آرڈی نینس یا قانون کی شوراشوری، اہلِ ثروت اور اربابِ دولت کو سراسیمہ اور پریشان نہیں کرے گی بلکہ (قرآنی نظام کی بدولت) خود اپنے اندرونی جذبات کی سوزش ان کی نظر میں اس دولت کو وبالِ جان اور اس کے خرچ کرنے کو راحت واطمینان بنادے گی ! !

مالی نظام کے سلسلہ میں جو الفاظ قرآنِ حکیم یا سنتِ نبویہ نے استعمال فرمائے ان پر نظر ڈالیے وہ سب انقلاب انگیز ہیں ! مگر بجٹ کے خسارہ کو پورا کرنے کے لیے نہیں بلکہ دلوں کی بیماریوں کو دور کرنے کے لیے ! !

سب سے پہلا اور سب سے مشہور لفظ ''زکوۃ'' ہے جس کے مفہوم میں ''تزکیة'' داخل ہے ''زکوۃ'' کے معنی پاکی ہیں اور ''تزکیة'' کے معنی پاک کردینا ! یعنی زکوۃ اس لیے فرض ہوتی ہے کہ دلوں کو پاک کردے !

''بخل'' وہ ناپاکی ہے جو دلوں کو ہی نہیں بلکہ اس ملکیت کو بھی ناپاک کردیتی ہے جو اس کے زیر اثر ہو ! زکوۃ دل کو بخل سے پاک کرتی ہے تو ساتھ ساتھ دولت کو بھی پاک کردیتی ہے ! !

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰)

پس جب بھی پرورش، حفاظت، تعلیم وتربیت وغیرہ کی ضرورتیں پیش آئیں گی انسان پر بحیثیت نائب وخلیفہ ان ضرورتوں کو پورا کرنا ضروری ہوگا ! انفرادی ضرورتیں افراد سے پوری ہوں گی، زکوۃ وصدقات اسی لیے ہیں کہ ضرورت مند افراد کی انفرادی ضرورتیں پوری کی جائیں گی ! !

لہٰذا ان کی ادائیگی کے لیے حکومت کا توسط ضروری نہیں ہے وہ وہاں بھی لازم نہیں جہاں اسلامی حکومت نہیں ہے صاحب استطاعت کا فرض ہے کہ وہ ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرے اسی لیے ان میں تملیک بھی ضروری ہے یعنی ضرورت مند کو محض اجازت دے دینا کافی نہیں بلکہ مالک بنانا بھی ضروری ہوتا ہے !

البتہ اجتماعی ضرورتیں ہیئت اجتماعیہ یعنی خلافت کے ذریعہ پوری ہوں گی یہ اجتماعی ہیئت، خلافتِ الٰہیہ کی حیثیت سے افراد پر اقتدار رکھتی ہے اور افراد کی مملوکات پر بھی ! وہ کسی کی ملک چھین نہیں سکتی مگر پابندی لگاسکتی ہے ! تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے ''دورِ حاضر کے سیاسی واقتصادی مسائل''

دوسرا لفظ ''صدقة'' ہے جو ''صدق'' سے ماخوذ ہے یعنی صدقہ اس بات کی عملی دلیل ہے کہ ملی ضرورتوں کے احساس یا غریبوں اور فقیروں کی ہمدردی کا دعوٰی ایک سچی حقیقت ہے محض نمائش اور بناوٹ نہیں ! !

یہ دو مد (یعنی زکوۃ وصدقہ) لازمی ہیں ان کے مصارف بھی معین ہیں یہ ضرورت مند افراد کی امداد کے لیے مخصوص ہیں ! ان دو مدوں کے ذریعہ قوم کی غریبی دور ہو سکتی ہے ان کے لیے حکومت کا واسطہ بھی ضروری نہیں ! براہ راست صاحبِ دولت پر فرض ہے کہ اتنی مقدار اپنی ملک سے نکالے اور ضرورت مندوں کی ملکیت میں دے دے ! !

مملکت یا ملت کی اجتماعی ضرورتوں پر زکوۃ وصدقات واجبہ کی رقم صرف نہیں کی جا سکتی ان ضرورتوں کے لیے قرآن حکیم نے ''قَرْض'' یا ''اِنْفَاقٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ'' کا لفظ استعمال کیا ہے ! !

﴿ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ﴾ (سُورة المزمل) ''قرض دو اچھی طرح قرض دینا''

﴿ وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ ﴾ (سورة البقرة : ۱۹۴)

''اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور (خرچ کو بند کر کے یعنی بخل کر کے) مت ڈالو اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں''

فرض کیجیے اسلامی مملکت کی مخالف حکومتیں اپنی جنگی طاقتیں زیادہ سے زیادہ مضبوط کر رہی ہیں، اسلامی مملکت کی آمدنی کے عام ذرائع دفاعی ضرورتیں نہیں پوری کر سکتے، ہنگامی امداد کی ضرورت ہوتی ہے، حکومتیں ایسی صورتوں میں قومی قرض یا قرضۂ جنگ کی اپیل کرتی ہیں [1]

---

[1] بہت ممکن ہے حکومتوں نے ''قرض'' کی اصطلاح بالواسطہ یا بلا واسطہ قرآن سے ہی سیکھی ہو ! لیکن اگر یہ اصطلاح قرآن سے سیکھی ہے تو محض الفاظ قرآن کے ہیں روح قطعاً غیر قرآنی ہے ! قرآن صاحبِ دولت سے اس تعلق کی بنا پر دولت لیتا ہے جو اس کا خدا کے ساتھ ہے اور حکومتیں ''سود'' کے لالچ دے کر قرض لیتی ہیں ! قرآن والے قرض سے دولت کی محبت کم ہوتی ہے ! بخل کے مرض میں تخفیف ہوتی ہے ! اور سرکاری قرض سے ان امراض میں کمی کے بجائے اضافہ ہوتا ہے ! ! ! (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مگر قرآن حکیم یہ '' قَرض '' اللہ کے لیے طلب کرتا ہے ! '' اِنفَاق '' یعنی خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے تو وہ بھی '' فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ '' یعنی پہلے انسان کا رشتہ اللہ سے جوڑتا ہے ، غیر اللہ سے اس کے دل کو پاک کرتا ہے ، مال دولت اور ہر چیز کے مقابلہ میں اللہ کی محبت بڑھاتا ہے اور ایمان کا معیار یہ قرار دیتا ہے کہ

﴿ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ﴾ (سُورۃ البقرۃ : ۱۶۵)

'' جو ایمان لائے وہ بہت بڑھے ہوئے ہیں اللہ کی محبت میں ''

اسی محبت کے نتیجہ میں وہ اس سے مالی قربانی کا مطالبہ کرتا ہے یہ ہے '' تزکیۂ قلب ''

(جاری ہے)

(ماخوذ از سیرتِ مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ ص ۴۷۴ تا ۴۸۵)

مؤرخِ ملت مجاہد فی سبیل اللہ حضرت اقدس مولانا سید محمد میاں صاحب رحمہ اللہ کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے جاسکتے ہیں

https://www.jamiamadniajadeed.org/maqalat/maqalat2.php

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲)

اور سب سے زیادہ یہ ہے کہ '' قرآنی قرض '' کا بار صرف صاحبِ دولت پر پڑتا ہے کیونکہ وہ یہ سمجھ کر قرض لیتا ہے کہ اس کا اجر دنیا میں کچھ نہیں ملے گا اللہ کے یہاں ملے گا ! !

اور سرکاری قرض کا بار غریبوں پر پڑتا ہے کیونکہ '' سود '' کی ادائیگی نئے ٹیکس لگا کر یا ٹیکسوں میں اضافہ کر کے کی جاتی ہے ! جس کے نتیجہ میں غریب کی غریبی میں اضافہ ہوتا ہے اور دولت مند اور زیادہ دولت مند ہو جاتا ہے ! !

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں نور اللّٰہ مرقدہٗ کے وہ مضامین جو پندرہ بیس برس قبل ماہنامہ انوار مدینہ میں شائع ہو چکے ہیں قارئین کرام کے مطالبہ اور خواہش پر ان کو پھر سے ہر ماہ سلسلہ وار ''خانقاہ حامدیہ'' کے زیر اہتمام اس مؤقر جریدہ میں بطورِ قندِ مکرر شائع کیا جا رہا ہے ! اللہ تعالیٰ قبول فرمائے (ادارہ)

پردہ کا حکم قرآن پاک میں

﴿ نظرثانی وعنوانات : حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ﴾ ؎۱

''اے نبی کہہ دے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو، نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں'' علامہ عثمانیؒ تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں ''یعنی بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر بھی لٹکا لیویں روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لیے کھلی رہتی تھی اس سے ثابت ہوا کہ فتنہ کے وقت آزاد عورت کو چہرہ بھی چھپا لینا چاہیے ! نیز ارشاد فرمایا گیا

﴿ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ﴾

''اور جب مانگنے جاؤ بیبیوں سے کچھ چیز کام کی، تو مانگ لو پردہ کے باہر سے'' ؎۲

قرآن پاک میں اصول ذکر کیے جاتے ہیں ! تفصیل حدیث اور اجماع علماء امت سے معلوم ہوتی ہے جیسے قرآن پاک میں ہے ﴿ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ ﴾ نماز صحیح طرح ادا کرو اور ﴿ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ﴾ زکوۃ دو لیکن تفصیل سنت اور اجماع امت سے معلوم ہوئی کہ کس نماز کی کتنی رکعات ہوں گی اور کیا کیا اوقات ہوں گے اسی طرح پردہ کے مسئلہ میں عمل اور حدیثیں دیکھنی ہوں گی ! ! ؟

؎۱ سُورۃ الاحزاب : ۵۹ ؎۲ ترجمہ شیخ الہندؒ و علامہ (شبیر احمد صاحب) عثمانیؒ

اجماع کی قوت :

اجماعِ امت سب سے قوی چیز ہے ! اجماع ہی سے قرآن کا قرآن ہونا معلوم ہوا ہے ! ! اور اگر کوئی ایک آیت کا بھی انکار کردے تو وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا ! !

ترمذی شریف کی صحیح حدیث میں ہے کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد آنجناب نے نابینا صحابی ابنِ اُمِ مکتومؓ کے آنے پر حضرت اُم سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کو پردہ کا حکم فرمایا ! !

انہوں نے عرض کیا کہ وہ نابینا ہیں نہ ہمیں دیکھیں گے نہ پہچانیں گے ارشاد فرمایا

اَفَعَمْیَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِہٖ [1] کیا تم بھی نابینا ہو، کیا تم انہیں نہیں دیکھو گی ؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان والی حدیث میں بخاری شریف میں ہے کہ ہَوْدَج کسنے والے خادم آئے انہوں نے ہودج اونٹ پر رکھ کر کس دیا اور وہ یہ سمجھتے رہے کہ میں اس میں (بیٹھی) ہوں [2] آگے چل کر اسی حدیث میں حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ انہوں نے مجھے اس وجہ سے پہچان لیا کہ کَانَ یَرَانِیْ قَبْلَ الْحِجَابِ [3] وہ مجھے پردہ کے حکم سے پہلے دیکھا کرتے تھے

عورت صرف ان ہی رشتہ داروں کے سامنے آسکتی ہے جن سے شریعت نے اجازت دی ہے

☆ مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت افلح نے آنا چاہا تو وہ فرماتی ہیں کہ میں نے انہیں اجازت نہیں دی ! انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے پردہ کرتی ہو اور میں تمہارا (رضاعی) چچا ہوں ! ! اس کے بعد حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا جناب نے ارشاد فرمایا صَدَقَ اَفْلَحُ اِ ئْذَنِیْ لَہٗ [4] '' افلح نے ٹھیک کہا ہے انہیں (سامنے آنے کی) اجازت دے دو''

☆ بخاری ہی میں اس سے اگلے صفحہ پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا کے ان کے پاس آنے کا واقعہ ہے ! جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اگر فلاں میرے رضاعی چچا زندہ ہوتے تو وہ میرے پاس آسکتے تھے ؟ آپ نے ارشاد فرمایا :

---

[1] ترمذی شریف جلد دوم ص ۱۲۰ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی [2] بخاری شریف ج ۱ ص ۳۶۳

[3] بخاری شریف ج ۱ ص ۳۶۴ [4] بخاری شریف ج ۱ ص ۳۶۰

نَعَمْ اِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا یَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ ۱؎

''ہاں رضاعت (بھی) (ان لوگوں سے نکاح) حرام کر دیتی ہے جن سے پیدائش کے رشتے حرام ہوتے ہیں''

☆ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خیبر کے فتح ہونے کے بعد نبی کریم علیہ الصلوٰة والسلام نے انہیں باندی رکھنے کے بجائے آزاد کر کے نکاح کر لیا تھا جسے اِعْتَاقٌ بِشَرْطِ التَّزَوُّجِ کہا جاتا ہے ! ! بخاری شریف میں آتا ہے کہ صحابہ کرام کی گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ ام المؤمنین ہیں یا باندی ہیں ؟ تو ان حضرات نے کہا کہ (اس کا پتہ ایسے چل سکتا ہے کہ) اگر رسول اللہ ﷺ نے ان کا پردہ کرایا تو وہ امہات المومنین میں ہوں گی اور پردہ نہ کرایا تو وہ آپ کی مملوکہ ہوں گی ! ! جب آپ نے اس مقام سے کوچ فرمایا تو اپنے پیچھے سواری پر سوار کرنے کی جگہ بنائی ! !

وَمَدَّ الْحِجَابَ ۲؎ اور پردہ کھینچ دیا

☆ بخاری شریف میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے کہ ان کے ایک بھائی کے بارے میں یہ شبہ ہوا کہ وہ صحیح النسب بھائی نہیں بلکہ ان کے والد زَمْعَة کی باندی سے کسی کے زمانہ جاہلیت میں زنا کرنے سے ہوا ہے کیونکہ زانی عُتبة ابن ابی وقاص نے اپنے بھائی کو وصیت کی تھی کہ زَمْعَة کی اس باندی سے جو بچہ ہوگا وہ میرا ہوگا، وہ تم لے لینا ! !

اس لیے رسول اللہ ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا اِحْتَجِبِیْ اس سے پردہ کرو پھر آگے ہے فَمَا رَاٰھَا حَتّٰی لَقِیَ اللّٰہَ ۳؎ ''اس نے کبھی مرتے دم تک حضرت سودہؓ کو نہیں دیکھا'' اور صفحہ ۲۹۶ پر یہ بھی ہے وَاحْتَجِبِیْ مِنْهُ یَا سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ فَلَمْ تَرَهٗ سَوْدَةُ قَطُّ

''اے سودہ بنت زمعہ ان سے پردہ کرو تو انہیں حضرت سودہؓ نے کبھی نہیں دیکھا''

☆ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ حضرت اُمِ سلمہؓ کے پاس تشریف فرما تھے مکان میں ایک مُخَنَّث (ہیجڑا) بھی تھا اس نے حضرت اُمِ سلمہؓ کے بھائی سے کہا کہ اگر اللہ نے تمہیں کل کو طائف فتح کرا دیا تو میں تمہیں غَیلان کی بیٹی (جس کا ایسا ایسا حلیہ ہے) بتلاؤں گا ! نبی کریم علیہ الصلوٰة والتسلیم نے یہ بات سنی تو ارشاد فرمایا لَا یَدْخُلَنَّ ھٰذَا عَلَیْکُمْ ۴؎ ''ہرگز آئندہ یہ تمہارے پاس نہ آئے''

۱؎ بخاری شریف ص ۳۶۱ ۲؎ ایضاً ص ۶۰۶ ۳؎ ایضاً ص ۲۷۶ ۴؎ ایضاً ص ۷۸۸

حالانکہ وہ پیدائشی معذور تھا مگر چونکہ وہ (غیر مردوں کے سامنے) حلیہ بیان کرکے عورتوں کی بے پردگی کر سکتا تھا اس لیے اس سے بھی پردہ کرادیا ! اور اسے بھی منع فرمادیا ! بخاری شریف میں دوسری جگہ ہے لَا یَدْخُلَنَّ هٰؤُلَآءِ عَلَیْکُمْ [1] یعنی ''ایسے مُخَنَّث (کوئی بھی ہوں) ہرگز تمہارے پاس گھر میں نہ آیا کریں'' یہ تو بعض صحیح روایات پیش کی گئی ہیں جن سے آیتِ (حجاب) کی تفسیر اور علماء امت کے بالاتفاق عمل کی وجہ معلوم ہو رہی ہے اور یہ کہ حجاب شرعی مسئلہ ہے !

☆ دوسری بحث یہ ہے کہ ''حجاب'' شعائر اسلام میں ہے یا نہیں ؟

شعائر اسلام کا لفظی ترجمہ ہے ''اسلام کی نشانیاں'' یا ''علامتیں'' یعنی وہ شرعی احکام جن سے اسلام والے دوسروں سے ممتاز ہو سکیں ! !

تو اس کا جواب علماء سے فتوے کی صورت میں عدالت طلب کر سکتی ہے ! !

نیز یہ کہ پردہ کا انکار کس درجہ کی معصیت ہے ؟ ؟

اس کا جواب بھی علماء سے فتویٰ کی صورت میں لیا جا سکتا ہے ! !

☆ تیسری بحث یہ ہے کہ حاکم اعلیٰ (جو اسلامی حکومت کا ہو) اس کی اطاعت کن باتوں میں فرض ہوتی ہے اور کن باتوں میں نہیں ؟ ؟

اس کے بارے میں احادیث میں آتا ہے کہ گناہ کے کام میں نہ باپ کی اطاعت بیٹے پر فرض ہوتی ہے، نہ شوہر کی اطاعت بیوی پر، نہ حاکم کی اطاعت محکوم پر ! خاص حاکم کی اطاعت کے بارے میں ارشاد ہے فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِیَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ [2] ''جب گناہ کے کام کا حکم دیا جائے تو نہ سننا واجب ہے نہ اطاعت کرنی'' اسی صفحہ پر اسی کے حاشیہ نمبر ۱۱ میں ہے لَا طَاعَةَ لِمَنْ لَّمْ یُطِعِ اللّٰهَ جو اللہ کی اطاعت نہ کرے اس کی اطاعت واجب نہیں ہوتی ! !

پھر لکھا ہے اِلَّا اَنْ یَّرَوْا کُفْرًا بَوَاحًا کہ اگر رعایا کھلم کھلا حاکم سے کفر کی بات دیکھے تو وہ حاکم خود بخود معزول ہو جائے گا بالاجماع ! !

---

[1] بخاری شریف ج ۲ ص ۶۱۹ [2] صحیح البخاری کتاب الاحکام رقم الحدیث ۷۱۴۴ ج ۲ ص ۱۰۵۷

لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ حکم الٰہی پر جما رہے، جو اس کی قوت رکھتا ہے تو اسے ثواب ملے گا ! اور جو خوشامد کرے گا اسے گناہ ہوگا !

اور جو بالکل مقابلہ کی قوت نہ رکھتا ہو عاجز ہو تو اس پر ایسی سرزمین سے ہجرت کر جانی واجب ہوگی'' !۱

یہ مسئلہ بہت تفصیل سے شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری کی سولہویں جلد میں صفحہ ۱۱۴ اور صفحہ ۲۴۱ پر بیان کیا ہے، وہیں یہ بھی تحریر ہے ! وہاں خروج یعنی مقابلہ میں نکل کھڑے ہونے کی (جسے جہاد یا بغاوت کہا جائے) بحث ہے اس میں تحریر فرماتے ہیں

وَالصَّحِیْحُ الْمَنْعُ اِلَّا اَنْ یَّکْفُرَ فَیَجِبُ الْخُرُوْجُ عَلَیْہِ ۲

''صحیح یہ ہے کہ بغاوت نہ کی جائے سوائے اس کے کہ حاکم سے کھلم کھلا کفر سرزد ہو تو اس وقت اس کے خلاف بغاوت واجب ہوگی''

کھلم کھلا کفر وغیرہ پر حاکم کو معزول کر دینے کا مسئلہ عقائد کی مشہور کتاب شرح مواقف میں ہے کہ ''جیسے امت کو امام یعنی حاکم مقرر کرنے کا اختیار ہے ویسے ہی انہیں ایسے اسباب کے پائے جانے پر اسے معزول کرنے کا بھی اختیار ہے'' ۳

اور معصیت کا لفظ اطاعت کے مقابلہ میں استعمال ہوتا ہے قَامُوْس میں بَابُ الْوَاوِ وَالْیَاءِ میں ہے

اَلْعِصْیَانُ خِلَافُ الطَّاعَةِ

قرآن پاک میں چوتھے پارہ رکوع نمبر ۱۳ کے آخر میں دو آیتیں متصل لائی گئی ہیں

﴿ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ ﴾ اور ﴿ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ ﴾

﴿ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ ﴾ کا ترجمہ علامہ عثمانی اور شیخ الہند اور احمد رضا خان صاحب نے ''حکم پر چلنے'' اور ''حکم ماننے'' کا کیا ہے اور ﴿ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ ﴾ کا ترجمہ ''نافرمانی'' کا کیا ہے ! !

---

۱ اسی سے ملتا جلتا مسئلہ بخاری صفحہ ۱۰۴۵ میں حاشیہ ۱۰ میں بھی ہے

۲ ص ۱۱۴ ج ۱۶ فتح الباری نمبرا مطبوعہ مصطفٰی البابی المجلسی وعمدة القاری (عینی) شرح بخاری ج نمبر ۱۱ ص ۳۳۳ پر بھی یہی عبارت ہے مطبوعہ دار الطباعة العامرہ سلطنة ترکیہ عبدالحمید خاں

۳ شرح مواقف مطبوعہ نول کشور لکھنئو صفحہ ۷۳۴

قسط : ۱۳ ، آخری

میرے حضرت مدنی ؒ

حالات و واقعات شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ

بقلم : شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا کاندھلوی نور اللہ مرقدہٗ

ماخوذ از آپ بیتی

انتخاب و ترتیب : مفتی محمد مصعب صاحب مدظلہم ، دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

مقدمہ : جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّدارشدمدنی دامت برکاتہم

امیرالہند و صدرالمدرسین دارالعلوم دیوبند

مدینہ پاک کے ابتدائی حالات :

حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہٗ خودنوشت سوانح میں اپنے مدینہ پاک کے ابتدائی حالات میں جو تفصیل سے تحریر فرمائے گئے ہیں لکھتے ہیں کہ وطن سے یعنی ہندوستان سے مدینہ پاک آکر ہم لوگوں کو بھی بہت سی مشکلات پیش آئیں بالخصوص عورتوں کو وطن اور اہل وعیال کی جدائی تو تھی ہی ، بہت سے کام ایسے کرنے پڑے جن کی بچپن میں کبھی نوبت نہیں آئی تھی مثلاً آٹا بھی خود ہی پیسنا پڑا ، گھر میں جھاڑو دینا ، برتنوں کو دھونا ، والدہ صاحبہ باوجود ضعف و پیری بہت زیادہ جفاکش اور عالی ہمت تھیں اپنی ہر بہو کی آٹا پیسنے کی باری مقرر کر رکھی تھی مگر خود بھی ہر بہو کے ساتھ چکی پیسنے میں اور گھر کے کاروبار میں شریک رہتیں ، گھر والوں کے اور بچوں کے اور مردوں کے کپڑے بھی سب کو خود ہی دھونے پڑتے تھے ، جس کی وطن میں کبھی نوبت نہیں آئی تھی ، ہم مردوں کو بالخصوص مجھے اور بھائی سید احمد صاحب مرحوم کو اپنے کاندھوں پر اٹھا کر میٹھا پانی لانا پڑتا تھا کہ دن میں مشغولی کی وجہ سے وقت نہیں ملتا تھا ! !

۱۳۱۸ھ میں مجھے اور بھائی صدیق احمد صاحب مرحوم کو ہندوستان کا سفر پیش آیا ، بھائی سیّد احمد مرحوم کی تنخواہ صرف بیس روپے ماہوار تھی والد صاحب مرحوم نے بہ مجبوری ایک مخلص سے پچاس روپے

قرض لیے جس سے چاول خریدے ایک وقت میں کھچڑی اور دوسرے وقت میں پیچ پر سارے گھر والوں کا گزر تھا (چاولوں کو بہت زیادہ پانی میں اُبال کر اس کا پانی جو گاڑھا ہوتا ہے اس کو پیچ کہتے ہیں) یہ سلسلہ کئی ماہ تک مسلسل رہا اور یہ چند ماہ گھر والوں پر بہت ہی عسرت سے گزرے لیکن الحمدللہ فاقوں کی نوبت کسی کو نہیں آئی ! حضرت شاہ عبدالغنی صاحب مجددی دہلوی اور حضرت شاہ احمد سعید صاحب مجددی دہلوی قدس اللہ اسرارھما اوران کے خاندان والوں پر عرصہ تک فاقوں کی نوبت آتی رہی ! [۱]

فقرِ اختیاری :

حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہٗ کا ابتدائی دور کلکتہ کے قیام کا اور دیوبند کے قیام کا بھی بہت تنگی کا گزرا، باوجود وسیع تنخواہ کے مہمانوں کی کثرت اور فیاضیوں کا زور اکثر مقروض ہی بنائے رکھتا تھا ایک چیز تو میرے ساتھ بہت ہی کثرت سے دیوبند کے ابتدائی قیام میں پیش آئی بیسیوں مرتبہ بلکہ اگر سینکڑوں بھی کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا، دیوبند سے کلکتہ، لکھنؤ، شادرہ وغیرہ تشریف لے جاتے ہوئے سہارنپور دیوبند سے آکر صرف اس لیے اترتے تھے کہ حضرت جی کے پاس آگے کا کرایہ نہیں ہوتا تھا اور آتے ہی فرما دیتے تھے کہ فلاں جگہ جانا ہے، کرایہ نہیں ہے ! [۲]

حلم وبردباری :

میرے حضرت شیخ الاسلام مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے ساتھ بھی اس نوع کا ایک واقعہ پیش آچکا لیگ کانفریس کے ہنگامہ میں بہت سے نالائقوں نے اخباروں میں حضرت قدس سرہٗ کی سیادت (سیّد ہونے) سے انکار کیا ! اخباروں میں تو جھوٹ سچ، گالی گلوچ ہوتی ہی رہتی ہے مگر کسی احمق نے حضرت نور اللہ مرقدہٗ کو درسِ بخاری میں اسی مضمون کا پرچہ دے دیا کہ اخبارات میں یہ شائع ہو رہا ہے حضرتؒ نے سبق کے دوران ہی میں نہایت متانت سے فرمایا کہ میرے والدین کے نکاح کے گواہ ابھی تک ٹانڈہ اور فیض آباد وغیرہ کے نواح میں موجود ہیں جس کا دل چاہے وہاں جاکر تحقیق کرلے ! اور سبق شروع کرادیا۔ [۳]

---

[۱] نقشِ حیات ج ۱ ص ۶۱ ، آپ بیتی ص ۸۷۴ [۲] آپ بیتی ص ۸۷۴، ۸۷۵ [۳] ایضاً ص ۸۲۸، ۸۲۹

حضرت مدنیؒ نے مجھے بخیل کا لقب دے دیا تھا :

یہ مضمون لکھواتے وقت جو پہلے سے چل رہا تھا ایک خاص واقعہ کی وجہ سے ایک بری عادت کی طرف اور ذہن منتقل ہوا جو بہت ہی قدیم اور اس ناکارہ کے بخل کا ثمرہ ہے، ان ہی حرکتوں کی وجہ سے میرے حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدۂ اور ان کے بڑے بھائی مولانا سیّد احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بخیل کا لقب دے دیا تھا جو بالکل صحیح ہے ! اور وہ بری عات یہ ہے کہ میرے دوستوں میں سے بالخصوص جو مجھ سے بیعت کا تعلق بھی رکھتے ہوں اور خصوصی تعلق بھی رکھتے ہوں ان کا کسی چیز کو بغیر اجازت لے لینا اور کھا لینا بہت ہی ناگوار ہے بالخصوص جب میری کوئی چیز اٹھائے یا کھائے ! ! نفسِ امارہ یہ توجیہ دل میں ڈالتا ہے کہ جب یہ لوگ بیعت کے وقت میں مجھ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ پرایہ مال بے اجازت نہیں کھاؤں گا اور پھر میرے ہی مال میں کوئی تصرف بلا اجازت کرتے ہیں تو بہت گراں ہوتا ہے اگرچہ اس کا کوئی مطالبہ دنیا یا آخرت میں میرا ان سے نہیں ہے مگر میرے ذہن میں یہ آتا ہے کہ جب میرے ساتھ یہ بے التفاتی ہے تو دوسروں کے ساتھ کیا ہوگا ؟ (آپ بیتی ص ۱۰۷۸)

میزبانی کے سلسلہ میں حضرت مدنیؒ کا طرزِ عمل :

حضرت شیخ الاسلام مدنی نور اللہ مرقدۂ کے یہاں اس کا بہت اہتمام تھا کہ اگر خصوصی مہمانوں کے لیے کوئی چیز پکے تو سارے مہمانوں کے لیے ہو، ورنہ ان خصوصی مہمانوں کو علیحدہ کمرے میں کھلایا جاتا تھا مگر میرے حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدۂ کے یہاں بارہا اس کی نوبت اس سیہ کار کو پیش آئی کہ کوئی خاص چیز دسترخوان پر آئی تو حضرتؒ نے دوسروں کا حصہ بھی مجھ سیہ کار کے پاس رکھوا دیا ! اس گستاخ نے کئی دفعہ بے ادبی سے سختی سے انکار بھی کر دیا، مگر حضرت نور اللہ مرقدۂ نے فرمایا کہ یہ مخصوص نہیں ہوا جب ان کے پاس رکھا جائے گا جب ان کا ہوگا چونکہ جوانی میں اس سیہ کار کو گوشت اور مرچوں کا بڑا شوق تھا جو اب بالکل متروک ہو گیا تو حضرت نور اللہ مرقدۂ ایسی چیزوں میں خاص طور سے فرمایا کرتے تھے کہ یہ اس کے پاس رکھ دو ! (آپ بیتی ص ۱۰۹۱)

علالت ووفات کی تفصیل :

میرے اکابر میں جن حوادث سے اس ناکارہ کو سابقہ پڑا ، ان ہی اہم ترین حوادث میں حضرت اقدس مدنی نوراللہ کا حادثۂ وصال ہے ! حضرت کی طبیعت ناساز تو آخری رمضان ۱۳۷۶ھ میں بانسکنڈی (کچھاڑ) میں ہی ہوگئی تھی کہ حضرت نے یہ رمضان اور اس سے پہلا رمضان بانسکنڈی ہی میں گزارا تھا، ۴/ رمضان کی شب میں شدت سے بخار ہوا ، اس کے باوجود افطار نہیں فرمایا، ۲۶/شوال کو واپسی کی اطلاع تھی علالت کا سلسلہ چلتا رہا۔ ۲۲/شوال کو بیس مرتبہ اسہال ہوا، اس واسطے عین وقت پر التواء ہوا، دیوبند کے حضرات بھی استقبال کے لیے سہارنپور تک تشریف لائے اور واپس ہوئے، ۲/ ذیقعدہ شنبہ کو حضرت قدس سرہٗ تشریف لائے ، بندہ اپنی عادت کے موافق اسٹیشن پر حاضر ہوا اور چونکہ حضرت کی طبیعت ناساز تھی اور اس کی اطلاعات سنی جارہی تھیں اس لیے بندہ اپنی عادت کے موافق جو حضرت اقدس رائے پوری کے ہر سفر میں پیش آتی تھی لکڑی لے کر اسٹیشن کی مسجد کے اندر دروازہ پر کھڑا ہوگیا، مسجد مجمع سے لبریز تھی ، بندہ نے اعلان کیا کہ جو مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھائے گا لکڑی ہاتھ پر ماروں گا ! حضرت قدس سرہٗ ضعف کی وجہ سے نہایت ہی آہستہ آہستہ قدم رکھتے ہوئے تشریف لائے، حضرت نے تشریف آوری کے بعد زکریا سے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا، زکریا نے دونوں ہاتھ پیچھے کر لیے کہ میں ان لوگوں پر شدت کر رہا ہوں، یہ کیا کہیں گے ؟ !

حضرت نے اس ناکارہ کا ہاتھ کھینچ کر مصافحہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آج کل کے مولویوں کا یہی کام ہے کہ دوسروں کو منع کرتے ہیں اور خود کرتے رہتے ہیں ! اس کے بعد لاری سے دیوبند تشریف لے گئے اور باوجود علالت کے طویل وعریض اسفار اپنی عالی ہمتی سے فرماتے رہے۔ میری بچی (حکیم الیاس صاحب کی اہلیہ) کی علالت کی اطلاع سنی تو دفعۃً بلا اطلاع بڑی صاحبزادی سلمہا کے ساتھ ۲۸/ذیقعدہ پنجشنبہ کو بعد مغرب تشریف لائے اور جمعہ کی شام کو واپس تشریف لے گئے ! اسی حالت میں مدراس، بنگلور، میسور کا طویل دورہ ۱۵/ذی الحجہ کو دیوبند سے بذریعہ کار دہلی اور اگلے دن

صبح کو بذریعہ طیارہ دہلی سے شروع ہوا اور ۴؍محرم ۷۷ ۱۳ھ کو دہلی بذریعہ طیارہ اور اگلے دن دیوبند پہنچے دورہ تو یہ بہت طویل تھا لیکن علالت کی شدت کی وجہ سے مختصر کرنا پڑا کہ چند قدم چلنے سے اور معمولی تقریر سے تنفس کی شدت ہو جاتی تھی ! !

حکیم اسماعیل دہلوی نے مدراس سے واپسی پر بلغم تجویز کیا تھا اور اس کا نسخہ استعمال کیا گیا مگر فائدہ نہ ہوا ! دیوبند کے ڈاکٹر نے قلب کا پھیلاؤ تجویز کیا اور ضروری قرار دیا کہ سہارنپور کے سول سرجن کو جلد دکھلایا جائے ! جمعرات ۱۱؍محرم ۷۷ ۱۳ھ کو رائے پور کا سفر تجویز تھا تو تکرارِ سفر سے بچنے کے لیے معائنہ بھی اسی سفر میں طے ہوا چنانچہ جمعرات کی شام کو چار بجے سہارنپور پہنچے اور ہسپتال میں سول سرجن نے ایکسرے اور معائنہ کیا اور دیوبند کے ڈاکٹر کی موافقت کی، اس کے بعد رائے پور تشریف لے گئے رات کو ساڑھے دس بجے رائے پور تھے مگر کسی نے اطلاع کر دی، صبح کو عین واپسی کے وقت بھائی الطاف کے معمولی اصرار پر قیام فرمایا اور زکریا سے فرمایا کہ مجھے مقدمہ لامع کی تاخیر سے بہت ندامت ہو رہی ہے۔ اس ناکارہ کی اوجز اور لامع اور کوکب کے مقدمہ کی تمہید تینوں حضرت اقدس قدس سرہٗ کے دستِ مبارک سے لکھی ہوئی ہے !

یہ مقدمہ حضرت کے پاس چند ماہ سے رکھا ہوا تھا مگر لکھنے کا موقع نہیں مل سکا ! اس پر حضرت نے فرمایا تھا کہ دیوبند سے طے کر کے آیا تھا کہ بہٹ یا سہارنپور میں اس کو لکھوں گا ! ! آزاد صاحب کے کمرے میں گیارہ بجے تک لکھا اور پھر جمعہ کی نماز مسجد باغ میں پڑھ کر عصر تک پھر لکھا مگر ضعف کی وجہ سے پورا نہ ہو سکا، بعد مغرب چل کر شب بہٹ میں گزاری، صبح شنبہ کو وہاں سے چل کر سہارنپور ڈاکٹر برکت علی صاحب کو کچے گھر میں دکھایا گیا اور شام کو پانچ بجے دیوبند تشریف لے گئے ! !

اس دوران میں یاد ہے دورے پڑتے رہے اور ڈاکٹر برکت علی صاحب دسرے تیسرے دن جاتے رہے، ڈاکٹر صاحب کو بہت اہتمام تھا کہ جب وہ جاویں اس ناکارہ کو بھی ساتھ لیتے جاویں اور عزیز مولانا اسعد سلمہٗ کے قاصد بھی اکثر اس ناکارہ کے پاس آتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب کو لے کر آجاؤ ! !

۱۹؍صفر سے حضرتؒ پر نظر کا اثر زیادہ محسوس ہوا کہ ہر کھانے پینے کی چیز سے امتلاء سحر کا اثر تو تقریباً سال بھر سے محسوس کیا جارہا تھا اور اس کے ازالے کی تدابیر بھی ہو رہی تھیں، قلبی دورے کے بار بار اعادہ کی وجہ سے یکم ربیع الاوّل پنج شنبہ کو ڈاکٹر برکت علی مرحوم کے اصرار پر یہ تجویز ہوا کہ دہلی میں قلبی امراض کے ماہر ڈاکٹر کے شفاخانے میں داخل کیا جائے۔ مولوی اسعد سلمہٗ نے دہلی ٹیلیفون کے ذریعے سے جمعیة کی وساطت سے سارے انتظامات مکمل کر لیے اور اتوار کی صبح کو بذریعہ کار جانا بھی طے ہو گیا لیکن جمعہ کی شام کو حکیم عبدالجلیل صاحب نے آکر عزیز مولوی اسعد سلمہٗ سے باصرار دہلی کا سفر ملتوی کرایا کہ حضرت میں سفر کا تحمل بالکل نہیں ! !

ڈاکٹر برکت علی صاحب نے سفر سے پہلے اور سفر کے دوران کی دوائیں بھی دے دی تھیں، لیکن عدمِ تحمل کی وجہ سے اور سب لوگوں کے مشورہ کی وجہ سے ۴؍ربیع الاوّل سے پھر حکیم عبدالجلیل صاحب کا علاج شروع ہو گیا اور دہلی سے حکیم عبدالحمید صاحب اور بریلی سے حکیم محمد صدیق صاحب کو بلانے کے تار دیے گئے مگر حکیم عبدالحمید صاحب پاکستان جارہے تھے البتہ حکیم محمد صدیق صاحب پہنچ گئے، ربیع الثانی کے آخری ہفتے میں تنفس کی شکایت شدت سے بڑھ گئی باوجود نیند کے غلبہ کے جس کروٹ بھی لیٹتے، تنفس کا غلبہ بہت شدت سے ہو جاتا، یکم جمادی الاولیٰ سے استفراغ کا غلبہ ہو گیا ہر دوا اور غذا قے میں نکل جاتی۔ ۲؍جمادی الاولیٰ دوشنبہ کو پھر ڈاکٹر برکت علی صاحب کو لے کر زکریا حاضر ہوا، ڈاکٹر صاحب نے مایوسی کا اظہار زکریا سے کیا اور نسخہ بھی تجویز کیا حضرت قدس سرہٗ سے زکریا نے تخلیہ میں کہا کہ مولوی حمیدالدین صاحب کا کلکتہ سے خط آیا ہے کہ پہلا اثر سحر کا تو زائل ہو گیا ہے لیکن ساحر نے دوبارہ شدید ترین سحر کیا ہے ! !

۷؍جمادی الاولیٰ شنبہ کو صبح کی نماز کی ایک رکعت پڑھنے کے بعد زنانہ مکان میں چوکی سے چکر آنے کی وجہ سے گر گئے، حضرت نے فرمایا کہ عمر بھر میں کبھی دورانِ سر نہیں ہوا، اتوار کی صبح کو زکریا ڈاکٹر برکت علی صاحب کو لے کر گیا اور اتوار کے دن سے صحت کی خبریں جمعرات تک آتی رہیں !

حضرت قدس سرہٗ نے یہ بھی فرمایا کہ محمود کا خط شدید تقاضے کا آیا تھا کہ اگر تو منظور کرے تو میں ہوائی جہاز

لے کر دہلی پہنچ جاؤں اور آپ کو میں مع اہل وعیال لے آؤں ! دونوں حکومتوں سے میں خود نمٹ لوں گا ! حضرت نے زکریا سے فرمایا کہ ایک دن تیرا انتظار بھی کیا کہ مشورہ سے جواب لکھوں مگر محمود کے انتظار کی وجہ سے میں نے لکھ دیا کہ جو دینی وعلمی خدمت یہاں کرسکتا ہوں وہاں نہیں ہوسکتی، زکریا نے عرض کیا حضرت بالکل سچ فرمایا ! !

جمعرات تک روزانہ صحت کے اضافے کی خبریں آتی رہیں۔ ۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ مطابق ۵/ دسمبر ۱۹۵۷ء جمعرات کے دن زکریا دارالحدیث میں بخاری کا درس پڑھا رہا تھا کہ عبداللہ مؤذن نے جاکر کہا کہ حضرت مدنی کا انتقال ہوگیا ! ! محمود علی خاں کے یہاں ٹیلیفون آیا ہے، زکریا وہاں سے اٹھ کر سیدھا ریل پر پہنچ گیا کہ گاڑی کا وقت قریب تھا، بعد میں مولانا اسعد سلمہٗ کی بھیجی ہوئی کار بھی پہنچی، مگر زکریا جاچکا تھا ! !

جمعرات کی صبح کو عزیزان مولوی اسعد وارشد سلمہما کو آپس کے اتحاد ومحبت کی نصیحتیں بھی فرمائیں اور دوپہر کو بلا سہارا کمرہ سے صحن میں کھانے کے لیے تشریف لے گئے تھے اور اہلیہ کو صبر علی المصائب کی تلقین فرماتے رہے، پون بجے سونے کے لیے لیٹے تھے، ڈھائی بجے تک خلافِ معمول نماز کے لیے نہ اٹھنے پر اہلیہ محترمہ دیکھنے گئیں تو برد اطراف پایا، جس پر مولوی اسعد کو آدمی بھیج کر بلایا کہ آج سب بے فکر تھے کہ طبیعت بہت اچھی ہے ڈاکٹر نے آکر کہا کہ تشریف لے گئے۔

۹/ بجے شب جنازہ کی نماز کا اعلان ہوا لیکن مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کا تار مراد آباد سے پہنچا کہ ہم روانہ ہوچکے، ان کے لینے کے لیے روڑکی کار بھیجی گئی کہ سیدھے آجاویں ساڑھ بارہ بجے تک انتظار کے بعد جنازے کی نماز ہوئی وہ حضرات نماز کے بعد پہنچے، تین بجے تدفین عمل میں آئی تقریباً تیس ہزار کا مجمع بتلایا جاتا ہے اعلی اللہ مراتبہ نور اللہ مرقدہٗ (آپ بیتی ص ۲۸۰ تا ۲۸۴)

تربیتِ اولاد

قسط : ۱۷

﴿ ازافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

زیرِنظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے افادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل ونقل اور تجربہ کی روشنی میں اولاد کے ہونے ، نہ ہونے ، ہوکر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک رُوحانی وجسمانی تعلیم وتربیت کے اسلامی طریقے اور شرعی احکام بتلائے گئے ہیں ! پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات ، عقیقہ، ختنہ وغیرہ امور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اس کے بعد اس کا مطالعہ اولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے ان شاء اللہ مفید ہوگا۔اس کے مطابق عمل کرنے سے اولاد نہ صرف دنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی ان شاء اللہ ! اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے ، آمین

لڑکیوں کو علمِ دین سکھانے اور آخرت کی طرف متوجہ کرنے کی ضرورت :

عورتوں میں تو عام رواج ہے کہ پڑھنے پڑھانے کو کچھ چیز ہی نہیں سمجھتیں جس کی طبیعت بچپن سے جس طرف کو چل جائے اسی طرف چھوڑ دی جاتی ہے !

کیوں بہنو ! اپنی لڑکیوں کو کھانا پکانا سینا پرونا سکھاتی ہو ؟ ان کاموں میں بھی ان کی اپنی طبیعت پر چھوڑ دو پھر دیکھو بڑے ہو کر کیا لطف آتا ہے ان کو اپنی زندگی کاٹنا دشوار ہو جائے گی حالانکہ دنیا کی زندگی بہت محدود (تھوڑے دن کی) ہے فرض کرلو سو برس جئے گی اگر کھانا پکانا سینا پرونا نہ بھی جانتی ہوگی تو عزت وآرام سے نہیں تکلیف وذلت ہی سے کسی طرح اس عمر کو کاٹ ہی لے گی لیکن آخرت کی زندگی وہاں کے کام سیکھے بغیر نہ کٹے گی کیونکہ وہ دائمی ہے ! جب تم دنیا کی چندروزہ زندگی کے لیے اتنے بہتر ہنر سکھانے کی ضرورت سمجھتی ہو تو غیر محدود زندگی کے لیے ہزاروں ہنروں کی ضرورت ہونی چاہیے !

مگر افسوس ہے کہ ہزاروں کی جگہ سینکڑوں بھی نہیں بلکہ اتنے بھی نہیں جتنے کہ دنیا کے لیے سکھلائے جاتے ہیں، آخرت کے بارے میں لڑکیوں کو بالکل آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے ! !

اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ عورتوں کو ایسی دینی کتابیں پڑھائے جن میں ان کی دینی ضروریات کو لکھا گیا ہے اور ان کو تھوڑا تھوڑا پڑھایئے ان کے ہاتھ میں کتاب دے کر بے فکر نہ ہو جایئے ! عورتیں اکثر کم فہم ہوتی ہیں یا تو کتاب کے مطلب کو سمجھیں گی نہیں یا کچھ کا کچھ سمجھ لیں گی ! !

اس کا سہل طریقہ یہ ہے کہ ایک وقت مقرر کر کے گھر کا کوئی مرد عورتوں کو جمع کر کے وہ کتابیں پڑھایا کرے یا اگر وہ پڑھ نہ سکتی ہوں تو ان کو سنایا کرے ! مگر صرف ورق گردانی نہ ہو اور محض پڑھنے سے مسئلہ یاد نہیں رہتا بلکہ اس پر عمل کرنے سے خوب ذہن نشین ہوتا ہے ! اگر کوئی عورت پڑھی ہوئی میسر ہو جائے تو وہی کتاب لے کر دوسری عورتوں کو پڑھائے یا سکھائے بہرحال کوئی صورت ہو مگر اس سے غفلت نہ ہونی چاہیے ! ! !

گھر والوں کو دینی کتابیں سنانے کا معمول :

دینی کتابیں اپنے گھر والوں کو سناؤ ! زیادہ نہ ہو تو پندرہ بیس منٹ ہی سہی ! اور یہ نہ دیکھو کہ کون سنتا ہے کون نہیں، کوئی سنے یا نہ سنے مگر تم اپنا کام کیے جاؤ ! گھر میں پڑھانا شروع کرو اور روز سنایا کرو، اٹھ کر نہ آؤ خواہ بگڑ پڑیں ! !

بہت لوگوں نے بیان کیا کہ کتابیں سناتے سناتے اصلاح ہوگئی ! کیا اللہ و رسول کا کام کھٹائی سے بھی کم ہے ؟ کھٹائی کا منہ میں اثر ہو جو ایک حقیر چیز ہے اس سے تو منہ میں پانی بھر آئے اور اللہ و رسول کے نام کا اثر نہ ہو ! مگر یہ بات ہے کہ کرے کون ؟ کون دِقت اُٹھائے ؟ ! الغرض کتاب سنانے کو روزمرہ کا وظیفہ سمجھئے اور کچھ نہیں چار ہی ورق سہی دو ہی سہی جیسے قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے ہو اسی طرح دو ورق اس کے بھی پڑھ لیے یا سن لیے، اگر پوری عمر بھی اس میں لگا رہنا پڑے تب بھی ہمت کرنا چاہیے، جب دنیا کی دھن ہے تو دین کی کیوں نہ ہو ! ؟

بچوں کی اصلاح وتربیت کا دستورالعمل :

(۱) بچوں کو شروع ہی سے اس کا پابند کیجئے کہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھا کریں !

(۲) اسی طرح بچوں میں بچپن سے یہ بات پیدا کیجئے کہ ان کو مسلمان سے اجنبیت نہ ہو ! ان کو غریبوں سے ملنے جلنے کی تعلیم دیجئے غریبوں کے ساتھ تعلق رکھنے میں دنیوی فائدہ بھی ہے، ان سے ملو گے تو وہ قدر کریں گے ! اور امیروں کے ساتھ تعلق رکھنے میں کچھ عزت نہیں ہوتی کیونکہ اُمراء (مالدار) تو خود ہی اینٹھ مروڑ میں رہتے ہیں، ان کی نظر میں کسی کی وقعت نہیں ہوتی ! پس یہ مادّہ بچپن ہی سے پیدا کرو کہ غریبوں سے نفرت نہ ہو، یہ باتیں بچپن ہی سے پیدا ہوں گی بڑے ہونے کے بعد پھر ذرا دشوار ہے

(۳) اسی طرح بچوں کو اس کی بھی تاکید کیجئے کہ لباس خلافِ شرع نہ پہنیں دوسری قوموں کی وضع (فیشن) نہ اختیار کریں ! !

(۴) ایک کام یہ کرو کہ روزانہ کوئی وقت نکالو جس میں کسی کام کا کوئی حرج نہ ہو تو سب سے زیادہ بیکار وقت سونے کا ہے یہی لے لو، بس اسی میں تھوڑے وقت میں کوئی کتاب دین کی بچہ کو دے دیجئے کہ وہ خود پڑھے یا آپ کو پڑھ کر سنائے، کوئی دن اس سے خالی نہ ہو ! !

(۵) دوسرے یہ کہ کبھی کبھی دو چار دن کے لیے جب سکول کی چھٹی کا زمانہ ہو اہل اللہ کی صحبت اختیار کریں خواہ کسی بزرگ کے پاس رہ کر یا جماعت میں نکل کر بلکہ اگر چھٹی کا پورا زمانہ اس میں خرچ نہ کریں تو یوں کریں کہ مثلاً سکول میں مہینہ بھر کی چھٹی ہوتی ہے اس کے دو حصے کرلیں ایک حصہ کھیل کود میں گزاریں اور ایک حصہ اہل اللہ کی صحبت میں ! !

خلاصہ یہ ہے کہ روزانہ کا عمل تو یہ ہے کہ کتاب خود پڑھا کریں یا آپ سنایا کریں اور کبھی کبھی کا عمل یہ ہے کہ اہل اللہ کی صحبت اختیار کریں ! شروع ہی سے اس طریقہ کا التزام کیجئے ! !

بس اس طریقہ کے اندر دو چیزیں ہوئیں : ایک یہ کہ اہل اللہ کی صحبت اختیار کریں دوسرے مسائلِ دین اور احکامِ دین کی تعلیم جاری رکھیں ! بس اس کا التزام کیجئے اور شروع ہی سے کیجئے، شروع ہی سے

کریں گے تو وہ آسانی سے پابند ہو جائیں گے ! !

ان سب کے ساتھ اس کے عمل کی بھی نگرانی رکھیں مثلاً اگر غیبت کریں تو روک دیجئے اور کہیے کہ یہ بری چیز ہے اس سے ان کو نفرت دلائیے ! ان سے تکبر کی شان ظاہر ہو تو روک دیجئے اور بتلائیے کہ اس میں یہ خرابی ہے، جھوٹ بولے تو اس کو خرابی بتلائیے ! جماعت کی نماز چھوڑ دے تو تنبیہ کیجئے ! اگر سکول میں جماعت کی پابندی نہ ہو تو تعطیل (چھٹی) کے زمانہ میں تو ضرور ہو !

پھر جب بڑے ہو جائیں تو عمر کا ایک حصہ سال دو سال ایسا مل جائے کہ اس میں اہل اللہ کی صحبت مسلسل نصیب ہو جائے تو یہ بہت ہی نافع ہے ! سال بھر نہ ہو تو چھ ماہ سہی، یہ بھی نہ ہو تو چالیس دن ہی سہی، حدیث شریف میں اس عدد کی بڑی فضیلت آئی ہے !

بچوں کو حرص و لالچ سے بچانے کی تدبیر :

کسی کے پاس کوئی چیز دیکھے تو حرص نہ کرے ! اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی حیثیت کے موافق اس کو پسندیدہ چیز خود منگا کر اس کو کھلاتا پلاتا رہے ! اور جب وہ ضد کرے ہرگز اس کی ضد پوری نہ کرے تاکہ ضد کرنے کی عادت چھوٹ جائے (بلکہ پیدا نہ ہونے پائے) ! !

اسی طرح اس کو یہ عادت ڈالے کہ کوئی چیز تنہا نہ کھائے بلکہ دوسرے بچوں کو تقسیم کر کے کھائے ! اور اس کے لیے یہ رعایت رکھنا ضروری ہے کہ جو چیز اس کو دے خواہ پیسہ یا اور کوئی چیز اس کو مالک نہ بنائے کیونکہ مالک ہو جانے کے بعد نابالغ کو تبرع کرنا کسی کو ہدیہ دینا جائز نہیں بلکہ اباحت کے طور سے دے (یعنی کھانے کی اجازت دے اور مالک نہ بنائے) تاکہ دوسروں کو دینا اور ان سے دوسروں کا لینا جائز رہے ! !

(جاری ہے)

رحمٰن کے خاص بندے

قسط : ۲۶

﴿ حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری، اُستاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند ﴾

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ متشابہات :

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ظاہر قدیمہ کے متعلق پہلے گفتگو آچکی ہے جن کے ظاہری معنی پر بلا تاویل ایمان لانا لازم ہے ان کے علاوہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کچھ ایسی صفات بھی ثابت ہیں جو دیکھنے میں مخلوق کے احوال واوصاف کے مشابہ معلوم ہوتی ہیں لیکن ان کا ذاتِ خداوندی پر انطباق سمجھ میں نہیں آتا تو ایسی صفات کو ''صفاتِ متشابہات'' کہا جاتا ہے ! دراصل ان کی حقیقی مراد بندوں کی نظر سے مخفی اور مبہم رکھی گئی ہے اور اس میں بھی بندوں کا گویا کہ ایک طرح کا امتحان ہے کہ دیکھیں وہ ان باتوں کو بلا چون وچرا قبول کرتے ہیں یا خواہ مخواہ درپے تاویل ہوتے ہیں جیسا کہ کج فکر لوگوں کا طریقہ ہے (جس کا ذکر سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۷ میں کیا گیا ہے)

اب اوّلاً اس طرح کی صفات کے بارے میں علماءِ حق کا اصولی نظریہ پیش نظر رکھنا چاہیے چنانچہ حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ العقیدۃ الطحاویۃ میں فرماتے ہیں :

> فَإِنَّ رَبَّنَا جَلَّ وَعَلَا ، مَوْصُوْفٌ بِصِفَاتِ الْوَحْدَانِيَّةِ ، مَنْعُوْتٌ بِنُعُوْتِ الْفَرْدَانِيَّةِ لَيْسَ فِيْ مَعْنَاهُ اَحَدٌ مِنَ الْبَرِيَّةِ وَ تَعَالٰى عَنِ الْحُدُوْدِ وَالْغَايَاتِ وَالْاَرْكَانِ وَالْاَعْضَاءِ وَالْاَدَوَاتِ ، لَا تَحْوِيْهِ الْجِهَاتُ السِّتُّ كَسَائِرِ الْمُبْتَدَعَاتِ .[1]
>
> ''ہمارا رب تبارک وتعالیٰ وحدانیت کی صفات سے متصف اور یکتائی کی خوبیوں سے آراستہ ہے، کسی مخلوق میں اس جیسی بات نہیں پائی جاتی ! اللہ تعالیٰ کی ذات حدود، انتہاء، اعضاء و جوارح اور اسباب وآلات سے بہت بلند ہے !

---

[1] العقيدة الطحاوية ص ۱۵۳ ، ۱۵۴ موسوسة المختار للنشر والتوزيع القاهرة

دنیا کی شش جہات اسے گھیر نہیں سکتیں جیسا کہ دیگر مخلوقات وحوادث ان میں گھرے ہوئے ہیں''

پس جب بھی صفاتِ متشابہات پر گفتگو ہو تو درج بالا موقف کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے

صفاتِ متشابہات کی قدرے تفصیل :

قرآن وحدیث میں جو صفاتِ متشابہات آئی ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں :

(۱) اللہ تعالیٰ کا چہرہ (وَجْہٌ) ہونا :

متعدد نصوص میں اللہ تعالیٰ کے لیے ''وَجْہٌ'' یعنی چہرہ کا اثبات کیا گیا ہے (حالانکہ مخلوقات میں وَجْہٌ کا جو تصور ہے کہ وہ ایک جزوِ بدن ہوتا ہے وہ خالق میں قطعاً متصور نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ جسم اور اعضاءِ جسم سے پوری طرح منزہ ہے)

﴿ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ﴾ (سُورۃ البقرۃ : ۱۱۵)

﴿ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ ﴾ (سُورۃ القصص : ۸۸)

﴿ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ﴾ (الرحمن : ۲۶ ، ۲۷)

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ عن ربہ عزوجل حِجَابُہُ النُّوْرُ . اَلنَّارُ لَوْ کَشَفَہُ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْھِہٖ مَا انْتَھٰی اِلَیْہِ بَصَرُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ (صحیح مسلم ج۱ ص ۹۹)

(۲) اللہ تعالیٰ کا نفس ہونا :

﴿ وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ ﴾ (سُورۃ اٰلِ عمران : ۲۸)

﴿ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ ﴾ (سُورۃ الانعام : ۵۴)

﴿ وَاصْطَنَعْتُکَ لِنَفْسِیْ ﴾ (سُورۃ طٰہٰ : ۴۱)

(۳) اللہ تعالیٰ کا ہاتھ (یَدٌ) ہونا :

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہونا بھی ثابت ہے ارشادِ خداوندی ہے :

﴿ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ﴾ (سُورۃ الفتح : ۱۰)

﴿ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴾ (سُورۃ ص : ۷۵)

(۴) اللہ تعالیٰ کی آنکھ (عَیْنٌ) ہونا :

﴿ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا ﴾ (سُورۃ ھود : ۳۷)

﴿ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا ﴾ (سُورۃ طور : ۴۸)

(۵) اللہ تعالیٰ کا پاؤں (قَدَمٌ) ہونا :

عن انس بن مالکؓ عن النبی ﷺ قال یلقی فی النار و تقول مل من مزید حتی یضع قدمه فیه فنقول قط قط .[۱]

(۶) اللہ تعالیٰ کی پنڈلی (سَاقٌ) ہونا :

﴿ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴾ (القلم : ۴۲)

(۷) اللہ تعالیٰ کی مٹھی ہونا :

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهِ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ (سُورۃ الزمر : ۶۷)

عن ابن عمر رضی اللہ عنهما عن رسول الله ﷺ قال :ان الله تبارك وتعالیٰ یقبض الارض یوم القیامة ویطوی السموت بیمینه ، ثم یقول انا الملك [۲]

(۸) اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا :

﴿ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴾ (سُورۃ طٰهٰ : ۵)

﴿ وَالْمَلَكُ عَلٰى اَرْجَآئِهَا وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ ثَمَانِيَةٌ ﴾ (الحاقة :۱۷)

(۹) اللہ تعالیٰ کا بندوں کے قریب ہونا :

﴿ وَاِذَا سَئَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِيْبٌ ﴾ (سُورۃ البقرۃ : ۱۸۶)

---

[۱] صحیح البخاری تفسیر سورۃ ق ج ۲ ص ۷۱۹ رقم الحدیث ۴۸۴۸

[۲] صحیح البخاری کتاب التوحید ج ۲ ص ۱۱۰۲ رقم الحدیث ۷۴۱۲

﴿ یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰہِ وَھُوَ مَعَھُمْ ﴾ (النساء : ۱۰۸)

﴿ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ﴾ (سُورۃ التوبۃ : ۱۰۸)

﴿ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ ھُمْ مُحْسِنُوْنَ ﴾ (سُورۃ النحل : ۱۲۸)

﴿ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴾ (سُورۃ الحدید : ۴)

﴿ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴾ (سُورۃ ق : ۱۶)

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ یٰاَیُّھَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا ، اِنَّہٗ مَعَکُمْ اِنَّہٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ . (صحیح البخاری ج ۱ ص۴۲۰ رقم :۲۹۹۲)

(۱۰) اللہ تعالیٰ کا نزول فرمانا :

﴿ وَجَآءَ رَبُّکَ وَالْمَلَکُ صَفًّا صَفًّا ﴾ (سُورۃ الفجر : ۲۲)

﴿ ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیَھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰئِکَۃُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ ﴾

(سُورۃ البقرۃ : ۲۱۰)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی کُلَّ لَیْلَۃٍ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْآخِرُ. (صحیح البخاری ج۱ ص۵۳)

(۱۱) اللہ تعالیٰ کا ضحک فرمانا :

فی حدیث ابن مسعودؓ الطویل .... " فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَکُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مِنْ ضَحِکِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ " (صحیح مسلم باب اثبات الشفاعۃ ۱ / ۱۰۵)

درج بالا اوران جیسی صفات کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ یہ صفات بعینہٖ اسی طرح کی ہیں جیسے مخلوقات میں پائی جاتی ہیں (جیسا کہ فرقہ مشبہ ومجسمہ کا قول ہے) تو یہ اللہ تعالیٰ کو مخلوقات سے تشبیہ دینے کے مترادف ہوگا جو آیاتِ تنزیہہ (مثلاً ﴿ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ﴾ یعنی اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں ہے) کے معارض اور سراسر غلط اور نا قابلِ قبول ہے !

اور اگر ان صفات کا محض مخلوقات کے ظاہری مشابہ ہونے کی بنیاد پر سرے سے انکار کر دیا جائے اور زبردستی ان الفاظ کی دوراز کار تاویلات کی جائیں (جیسا کہ معتزلہ اور خوارج نے کیا) تو یہ بھی کھلی ہوئی گمراہی ہے

اس لیے علماءِ حق اہل سنت والجماعت نے اس نازک معاملہ میں انتہائی محتاط رُخ اپناتے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو مخلوق کی صفات سے قطعاً منزہ اور مبرا قرار دیتے ہوئے اس کی تمام صفاتِ متشابہات پر بلا تفصیل وتاویل ایمان لایا جائے اور اس بارے میں جھک بازی سے قطعاً پرہیز کیا جائے کیونکہ ان صفات کی حقیقت تک رسائی ہماری ناقص فہم کے لیے ممکن نہیں ہے ! !

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا قول :

چنانچہ امام الفقهاء والمتکلمین حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :
وَلَهٗ يَدٌ وَوَجْهٌ وَنَفْسٌ، كَمَا ذَكَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ فَمَا ذَكَرَهُ اللّٰهُ فِى الْقُرْآنِ مِنْ ذِكْرِ الْوَجْهِ وَالْيَدِ وَالنَّفْسِ فَهُوَ لَهٗ صِفَاتٌ بِلَا كَيْفٍ وَلَا يُقَالُ : اِنَّ يَدَهٗ قُدْرَتُهٗ اَوْنِعْمَتُهٗ لِاَنَّ فِيْهِ اِبْطَالَ الصِّفَةِ وَهُوَ قَوْلُ اَهْلُ الْقَدْرِ وَالْاِعْتِزَالِ وَلٰكِنْ يَدُهٗ صِفَتُهٗ بِلَا كَيْفٍ. (شرح الفقه الاكبر ٦٦. ٦٧ دارالكتب العلمية بيروت)

''اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ، چہرہ اور نفس ہے جیسا کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا پس جس چہرے، ہاتھ اور نفس کا اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں خود ذکر فرمایا تو یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں جن کو بلا کیف تسلیم کرنا ہے اور (حتمی طور پر) یہ نہ کہا جائے کہ اس کے ہاتھ ہونے سے اس کی قدرت یا انعام مراد ہے، کیونکہ اس طرح کی تاویل کرنے سے ایک صفتِ ثابتہ کا باطل کرنا لازم آئے گا جو قدریہ اور معتزلہ کا قول ہے لیکن یہ کہا جائے گا کہ اللہ کا ہاتھ ہونا اس کی ازلی صفت ہے اور اس کی صورت وکیفیت کا ہمیں کچھ پتہ نہیں''

حضرت امام صاحبؒ کا یہ قول علماءِ اہل سنت کے موقف کی بہترین ترجمانی ہے

حضرت امام مالکؒ کا ارشاد :

اور امام دار الہجرت حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے جب اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے بہت ہی محتاط، جامع اور فیصلہ کن جواب مرحمت فرمایا

جو اس موضوع پر حرفِ آخر کی حیثیت رکھتا ہے آپ نے فرمایا

اَلْاِسْتِوَاءُ مَعْلُوْمٌ وَالْکَیْفُ مَجْھُوْلٌ وَالسُّوَالُ عَنْهُ بِدْعَةٌ ، وَالْاِیْمَانُ بِهٖ وَاجِبٌ [1]

''استواء کے معنی معلوم ہیں، لیکن استواء کی کیفیت مجہول ہے اور اس بارے میں قیل و قال کرنا بدعت ہے ! اور اس پر بلا کیف ایمان لانا واجب ہے''

بلا شبہ اس معاملہ میں امن کا راستہ یہی ہے کہ آدمی بلا چون و چرا اِن صفات کو تسلیم کرلے اور کسی طرح کی موشگافی نہ کرے، تاہم بعض مواقع ایسے آسکتے ہیں جہاں عوام کو سمجھانے کے لیے ایسی تاویل کی ضرورت ہو جو بے تکلف سمجھی جاسکے تو امکان کے درجہ میں حتمی نہ سمجھتے ہوئے مناسب تاویل کی بھی گنجائش ہے اور یہ بھی بعض موقعوں پر سلف سے ثابت ہے ! !

اس بارے میں محدثِ کبیر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ علماءِ اہل سنت والجماعت علماءِ دیو بند کا موقف بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

قَوْلُنَا فِیْ اَمْثَالِ تِلْکَ الْآیَاتِ ﴿ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ﴾ اِنَّا نُؤْمِنُ بِهَا وَلَایُقَالُ کَیْفَ ، وَنُؤْمِنُ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی مُتَعَالٍ وَمُنَزَّهٌ مِنْ صِفَاتِ الْمَخْلُوْقِیْنَ وَعَنْ سِمَاتِ النَّقْصِ وَالْحُدُوْثِ کَمَا هُوَ رَأْیُ قُدَمَائِنَا.

وَاَمَّا مَا قَالَ الْمُتَاَخِّرُوْنَ مِنْ اَئِمَّتِنَا فِیْ تِلْکَ الْآیَاتِ یُؤَوِّلُوْنَهَا بِتَأْوِیْلَاتٍ صَحِیْحَةٍ سَائِغَةٍ فِی اللُّغَةِ وَالشَّرْعِ بِاَنَّهٗ یُمْکِنُ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُرَادُ مِنَ الْاِسْتِوَاءِ الْاِسْتِیْلَاءُ ، وَمِنَ الْیَدِ اَلْقُدْرَةُ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ تَقْرِیْبًا اِلٰی اَفْهَامِ الْقَاصِرِیْنَ فَحَقٌّ اَیْضًا عِنْدَنَا ، وَاَمَّا الْجِهَةُ وَالْمَکَانُ فَلَا نُجَوِّزُ اِثْبَاتَهَالَهٗ تَعَالٰی وَنَقُوْلُ : اِنَّهٗ تَعَالٰی مُنَزَّهٌ وَمُتَعَالٍ عَنْهُمَا وَعَنْ جَمِیْعِ سِمَاتِ الْحُدُوْثِ . [2]

---

[1] شرح الفقه الکبر ص ۷۰ طبع بیروت

[2] المُهند علی المُفند ص ۸ بحوالہ علماء دیو بند کے عقائد ونظریات ص ۴۵ ، ۴۶

﴿ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴾ جیسی آیات کے سلسلہ میں ہمارا موقف یہ ہے کہ ہم ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت بیان نہیں کرتے ! اور اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ مخلوقات کی تمام صفات اور نقص وحدوث کی تمام علامات سے پاک وبرتر ہے جیسا کہ یہی ہمارے اسلاف متقدمین کی رائے ہے، البتہ وہ صحیح تاویلات جو ہمارے متاثرین ائمہ اور علماء کوتاہ فہموں کو سمجھانے کے لیے کرتے ہیں جن کی ازرُوئے لغت وشریعت گنجائش ہے مثلاً یہ کہ ''استواء'' سے استیلاء مراد ہونا ممکن ہے اور ''ید'' سے قدرت کا مراد ہونا ممکن ہے، وغیرہ تو ہمارے نزدیک یہ بھی حق ہے، البتہ اللہ تعالیٰ کے لیے جہت یا مکان تو ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ان کے اثبات کو جائز نہیں کہتے، اور ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے اور حدوث کی تمام علامات سے پاک اور بری ہے''

اس عبارت میں بہت جامع انداز میں اپنا مدعیٰ پیش کیا گیا ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے

ایک ضروری تنبیہ :

گزشتہ تحریر میں صفاتِ متشابہ کے بارے میں اہلِ حق کی تعبیرات کا جو خلاصہ بیان ہوا اس سے یہ بالکل واضح ہوگئی کہ شانِ رب العالمین کے بارے میں کوئی بھی ایسی تعبیر مناسب نہیں جس سے ذرّہ برابر بھی مخلوق سے مشابہت کا پہلو نکلتا ہو اسی لیے اللہ تعالیٰ کے لیے جہت ثابت کرنے والی بعض نصوص سے بھی علماء نے وہی معنی مراد لیے ہیں جو خالق کے شایانِ شان ہیں اور ظاہری طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی جہت ثابت نہیں مانی مثلاً ہمارے عرف میں اللہ تعالیٰ کو ''اوپر والا'' کہہ دیا جاتا ہے یا یہ سمجھا جاتا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے'' اور ایک حدیث میں بھی ہے کہ ایک مظلومہ باندی سے آپ نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں پوچھا تو اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا تو پیغمبر علیہ الصلوة والسلام نے اس باندی کو مؤمنہ قرار دیا ! [1]

---

[1] صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلوة ج ۱ ص ۲۰۴ رقم الحدیث ۵۳۷

تو اس طرح کے الفاظ سے یہ معنی مراد نہیں لیے جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرح آسمان پر تشریف فرما ہیں (اور زمین میں نہیں ہیں) بلکہ اس سے معنوی سربلندی مراد لی جائے گی اور یہ کہا جائے گا کہ ''اوپر والا'' کہنے سے اللہ تعالیٰ کا سب سے بلند و برتر ہونا مراد ہے نہ کہ کسی جہت میں ہونا ! !

اس کے برخلاف علماءِ متاخرین (جن میں علامہ ابن تیمیہؒ اور ان کے پرجوش حامیان پیش پیش ہیں) نے عام علماء اہلِ سنت سے ذرا مختلف انداز اپناتے ہوئے ''اللہ تعالیٰ کے بلا کیف آسمان پر ہونے'' کی تعبیر اپنائی جو اگرچہ ''بلا کیف'' کی قید کی وجہ سے صریح تشبیہ تو نہیں ہے لیکن تشبیہ کا راستہ کھولنے والی ضرور ہے۔ اگر یہ حضرات اس تعبیر کو اپنی حد تک رکھتے تو کوئی بڑی بات نہ تھی لیکن خرابی یہاں سے شروع ہوئی کہ انہوں نے اپنی خود ساختہ تعبیر پر اس قدر اصرار کرنا شروع کر دیا کہ جو اسے تسلیم نہ کرے اس کو گمراہ اور اہلِ سنت والجماعت سے خارج قرار دینے لگے اور متکلمین اشاعرہ و ماتریدیہ کی تعبیرات پر کھلی نکیر کرنے لگے اور سلف کا نام لے کر سلف کی محتاط تعبیر سے انحراف کرنے لگے جس کی وجہ سے خواہ مخواہ امت میں انتشار پیدا ہوا اور بالکل بلاوجہ آپس میں تفسیق و تضلیل کا بازار گرم ہوا جو عدل وانصاف اور احتیاط سے بعید اور سراسر نادانی ہے ! اتنے نازک موضوع کو عوام میں اٹھانا اور اس کی بنیاد پر فتنہ انگیزی کرنا ہرگز قابلِ قبول نہیں ہے اللہ تعالیٰ پوری امت کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائیں اور ہر طرح کے فتنوں سے محفوظ رکھیں، آمین ! (جاری ہے)

قطب الاقطاب شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاںؒ
کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے جا سکتے ہیں
https://www.jamiamadniajadeed.org/maqalat/maqalat1.php

تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب

قسط : ۱

﴿ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

سلفِ امت کے متفقہ مسائل سے انکار اور ائمہ سابقین کی اجتماعی تحقیقات سے بھی اختلاف کرنا زمانۂ حال کے ''نئے محققین'' اور نئی روشنی کے ''مجتہدین'' کا فیشن سا ہو گیا ہے ! اس مہلک علمی بیماری کا (جو روز بروز عام ہوتی جا رہی ہے) سب سے بڑا اور خطرناک ضرر یہ ہے کہ اس نے دین کے عملی نظام کے بہت بڑے حصے کے متعلق ناواقفوں کے ایک وسیع طبقہ کو سخت شکوک وشبہات میں مبتلا کر کے بہت سے مسلمہ مسائل پر بھی از سرِ نو بحث واستدلال کی ضرورت پیدا کر دی ہے۔ اسی سلسلہ کی کڑی ایک یہ مسئلہ بھی ہے کہ

''انسان کے مرنے کے بعد کسی دوسرے زندہ شخص کی سعی سے اس کو کوئی نفع اور کسی نیک عمل کا ثواب بخشنے سے، بالخصوص اس کے لیے صدقہ وغیرہ کرنے سے کچھ ثواب اس کو پہنچ سکتا ہے یا نہیں ؟ ''

یہ مسئلہ اگرچہ جمہور امت کے نزدیک مسلم بلکہ معمول بنا رہا ہے اور تفصیلات وجزئیات کے بعض معمولی اختلافات کے باوجود اس پر ائمہ امت کا خَلْفًا عَنْ سَلَفٍ اتفاق اور اجماع رہا ہے کہ

''زندوں کے دعا و استغفار سے اور موتیٰ کے لیے صدقات وغیرہ کرنے سے مردوں کو نفع ہوتا اور ثواب پہنچتا ہے''

حاملانِ دین کے تمام وہ طبقے جن کی وساطت سے علمِ دین کی امانت ہم تک پہنچی ہے یعنی فقہا و مجتہدین اور محدثین ومفسرین سب ہی اس کے قائل ہیں اور اپنے نزدیک قابلِ اتباع دلائل و براہین کی بنیاد پر قائل ہیں (جیسا کہ مختلف مکاتبِ خیال کی قدیم وجدید فقہی کتابوں اور دفاترِ آثار وروایات سے معلوم ہوتا ہے) لیکن ہمارے زمانے کے بعض حضرات کو اس سے انکار ہے اور اس انکار میں زیادہ حصہ ان لوگوں کا ہے جن کو حدیث کے حجتِ دینی ہونے پر یقین واعتماد نہیں ہے ! اس خیال کے جن مختلف

حضرات کی باتیں سننے کا راقم کو اتفاق ہوا ہے ان سب ہی کی زبانوں سے استدلال میں قرآنِ مجید کی وہ آیتیں سننے میں آئیں جن میں اس اصول کو مختلف عنوانات سے واضح کیا گیا ہے کہ

''انسان کو اپنے ہی کیے کا بدلہ ملے گا اور جزا و سزا کا دار و مدار اس کے اپنے ہی کردار پر ہوگا'' مثلاً

﴿ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰى ﴾ ﴿ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴾

﴿ كُلُّ امْرِءٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴾ ﴿ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾

﴿ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ﴾

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ﴾

اس قسم کی آیات سے مغالطہ کھانے یا مغالطہ دینے کے علاوہ ان حضرات کے کچھ اور اپنے دماغوں کے بافیدہ خیالات بھی ہیں جن کو کبھی کبھی ''درایتِ قرآنیہ'' کے پُرشکوہ اور مرعوب کن عنوانات سے یہ حضرات پیش کرتے ہیں !

یہ مقالہ جو ان صفحات میں ہدیۂ ناظرین کیا جا رہا ہے اسی مسئلہ کی توضیح و تقریر سے متعلق ہے اور غرض اس سے صرف اس چیز کو واضح کر کے پیش کر دینا ہے جس کو یہ عاجز دلائلِ شرعیہ کی روشنی میں حق سمجھتا ہے ﴿ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ ﴾

یہاں یہ چیز بھی صفائی کے ساتھ عرض کر دینی ضروری ہے کہ میں اس باب میں صرف اتنی ہی چیز کا قائل اور اسی قدر کا حامی ہوں جتنا کہ اصولی طور پر دلائلِ شرعیہ سے ثابت ہے، باقی صدیوں سے اس بارے میں جو غلو ہو رہا ہے اور عملاً اوّل درجہ کی اہمیت کا جو مقام اس مسئلہ کو دے دیا گیا ہے (کہ صرف عوام ہی میں نہیں بلکہ بہت سے خواص کالعوام میں بھی فرائض و واجبات سے بھی زیادہ اس کا اہتمام کیا جاتا ہے) تو یقیناً وہ میرے نزدیک بھی قابلِ انکار ہے ! اس کے علاوہ تیجی سے لے کر ہر سال کی برسی تک رسموں کا جو لامتناہی سلسلہ ایصالِ ثواب کے ماتحت ایجاد کیا گیا ہے اور جس طرح ان رسموں کی ادائیگی ہوتی ہے، یہ سب تو بلا شبہ از قبیلۂ بدعات و خرافات ہے ! اس کا دین و مذہب سے کیا تعلق ؟ بلکہ دین کے سر ان لغویات کو منڈھنا اپنی جہالت اور دین کے ساتھ سخت بدخواہی ہے !

بہرحال اس مقالہ کی تحریر سے میری غرض ائمہ امت کے متفقہ صرف اس اصولی مسئلہ ہی کی تائید وحمایت ہے کہ

''زندوں کی کوششوں سے مردوں کو نفع پہنچ سکتا ہے اور ''ایصالِ ثواب'' کا نظریہ حق وثابت ہے''

مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کے لحاظ سے اس مقالہ کو سات بحثوں پر تقسیم کر دیا گیا ہے حضراتِ منکرین کے خیالات واستدلات پر بحث آخری مبحث میں کی گئی ہے !

﴿ وَمَآ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ ﴾

مبحث اوّل

دعا واستغفار برائے اموات :

زندوں کے جن مساعی اور اعمال سے مردوں کو نفع پہنچنا وثائقِ دینیہ سے ثابت ہے ان میں سے ایک ''دعا واستغفار'' ہے ! اس کا غیر مشکوک ثبوت بے شمار احادیث کے علاوہ خود قرآنِ مجید سے بھی ملتا ہے ایک جگہ اولاد کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے والدین کے حق میں اس طرح دعا کرے

﴿ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴾ (سُورة بنی اسرائیل : ۲۴)

''اے پروردگار میرے ماں باپ پر رحمت فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپنے میں پالا پوسا''

اور سورہ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کی یہ دعا ہم کو سنائی گئی ہے

﴿ رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ﴾ [1]

''میرے مالک مجھے اور میرے ماں باپ کو اور جو بھی ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہیں ان کو اور سارے ہی مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے''

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بھی یہ دعا قرآنِ مجید ہی میں نقل فرمائی گئی ہے

﴿ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴾ (سُورة ابراھیم : ۴۱)

---

[1] سُورۂ نوح : ۲۸

''خداوندا ! مجھے اور میرے باپ کو اور سارے مومنوں کو بخش دینا جس دن کو حساب قائم ہو''

ظاہر ہے کہ ان آیتوں کے لفظ ''مومنین ومومنات'' میں زندے مردے اگلے پچھلے سب ہی اہلِ ایمان داخل ہیں اور سورہ محمد میں خود رسول اللہ ﷺ کو خصوصی خطاب کرکے ارشاد ہوا ہے

﴿ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ﴾ (سُورہ محمد : ۱۹)

''اور اللہ سے بخشش چاہو اپنی تقصیر کی اور ایمان والوں کے لیے اور ایمان والیوں کے لیے''

اور سورۂ حشر میں ''سابقین اوّلین من المھاجرین والانصار'' کے بعد میں آنے والے ان مسلمانوں کی بڑی قدر افزائی کے ساتھ مدح کی گئی ہے جو مومنین سابقین کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں ارشاد ہے

﴿ وَالَّذِيْنَ جَآؤُ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ ﴾ (سُورۃ الحشر : ۱۰)

''اور وہ مسلمان جو آویں ان کے بعد کہتے ہوں کہ اے ہمارے رب بخش دے ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے آگے گئے ایمان کے ساتھ''

اور سورۂ مومن میں عرشِ الٰہی کے حامل فرشتوں اور اسی مقامِ قرب کے دوسرے ملائکہ کے متعلق اطلاع دی گئی ہے کہ وہ اللہ کی تسبیح وتحمید کے ساتھ تمام مومنین توابین اور ان کے آباء صالحین اور ازواج وذرّیات تک کے لیے اللہ سے مغفرت و رحمت کی دعائیں اور جہنم سے بچانے اور جنت میں داخل کرنے کی التجائیں کرتے رہتے ہیں ارشاد ہے

﴿ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ نِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾[1]

[1] سُورہ مومن : ۷

''جو فرشتے کہ عرش کے حامل ہیں اور جو اس کے گرد رہتے ہیں وہ رب کی تسبیح وحمد کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں کہ اے رب ہمارے تیرا علم اور تیری رحمت ہر چیز کو محیط ہے پس تیرے جن بندوں نے تیری طرف رُخ کر لیا ہے اور تیری راہ کو اختیار کیا ہے ان کو تو بخش دے، دوزخ کے عذاب سے ان کو بچا اور جن جناتِ عالیہ کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے ان میں ان کو داخل فرما اور ان کے آباؤ اجداد اور ازواج و ذرّیات میں سے جو صالح ہیں ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ فرمایا تو عزیز ہے حکیم ہے''

ان آیات سے تمام اہل ایمان کے لیے (خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ) دعا و استغفار کا ثبوت کسی تقریر وتشریح کا محتاج نہیں بلکہ پہلی آیت سے تو دعا و استغفار کا صرف ثبوت ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ خاص کر والدین کے حق میں اس کا منجانب اللہ مامور ہونا بھی معلوم ہو رہا ہے !

دوسری اور تیسری آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کے تمام مومنین کے لیے استغفار سیّدنا نوح وابراہیم علیہم السلام جیسے پیغمبروں کی سنت ہے !

چوتھی آیت میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اہل ایمان مردوں اور عورتوں کے لیے اللہ سے دعائے مغفرت کرنے کا حکم ہے !

پانچویں آیت سے ظاہر ہے کہ اپنے سے آگے جانے والے اہلِ ایمان کے لیے دعائے مغفرت اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہے اور ایسا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے یہاں خاص امتیاز حاصل ہے !

اور چھٹی آیت کا مفاد یہ ہے کہ مومنین صالحین کے لیے مغفرت ورحمت کی دعا حاملانِ عرش کا بھی مشغلہ اور تسبیح وتحمید کی طرح گویا وظیفہ ہے !

اور چونکہ یہ چیز ان آیاتِ قرآنیہ سے صراحتاً ثابت ہے اس لیے مسئلہ ''وصولِ ثواب'' سے انکار کرنے والے وہ حضرات بھی جو اس مقالہ کے خصوصی مخاطب ہوسکتے ہیں ''دعا و استغفار للاموات'' کے عموماً قائل ہی ملے ! البتہ صرف ایک صاحب ایسے ملے جو ان آیات کی بنا پر ''دعا واستغفار'' کے

تو قائل ہیں لیکن اسی کے ساتھ ان کا خیال ہے کہ اس کا فائدہ صرف دعا یا استغفار کرنے والوں ہی کو ہوگا گویا ان کے نزدیک یہ دعا واستغفار، نماز یا تلاوتِ قرآن یا ذکر اللہ کی طرح ایک مستقل عبادت ہے جس کا ثواب اس کے کرنے والے کو ہی ہوگا اور جس کے لیے دعا یا مغفرت ورحمت کی التجا کی جائے اس کو اس سے کوئی فائدہ نہ پہنچے گا کیونکہ یہ ان کے نزدیک ﴿ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی ﴾ جیسی آیات کے خلاف ہے ! [1]

اللہ اکبر ! ایک غلطی پر اصرار اور جمود آدمی سے کیسی بڑی سے بڑی غلطیاں کرا دیتا ہے ؟ ! ان حضرات نے ﴿ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی ﴾ کے اپنی ذاتی رائے کے مطابق ایک غلط معنٰی معین کر رکھے ہیں، اب اس کے خلاف قرآن وحدیث میں جو کچھ ان کو ملتا ہے بجائے اس کے کہ اس کی روشنی میں یہ اپنی غلط فہمی کی اصلاح کریں اس کی ایسی رکیک اور غیر معقول تاویلیں کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے جو بداہتِ عقل کے بھی خلاف ہوں ! ان کی ''روشن عقلیں'' اس لغو اور غیر معقول بات کو مان لینے کے لیے تو تیار ہوگئی ہیں بلکہ دوسروں کو بھی وہ یہی باور کرانا چاہتے ہیں کہ قرآنی آیات میں دوسرے اہلِ ایمان کے لیے دعا واستغفار کا جہاں جہاں ذکر آیا ہے اس سے مراد بس دعا واستغفار کا وظیفہ پڑھنا ہے اور اس کا مقصد خود اپنے لیے وظیفہ خوانی کا ثواب خاص حاصل کرنا ہی ہوتا ہے اور جن بے چاروں کے لیے ان دعاؤں میں مغفرت ورحمت بظاہر مانگی جاتی ہے ان کو اس سے کچھ بھی نفع نہیں ہوتا بلکہ نہیں ہوسکتا اور نہ وہ ملحوظ ہی ہوتا ہے، گویا جو کچھ اس دعا واستغفار کے موقع پر لفظوں میں کہا جاتا اور اللہ پاک سے مانگا جاتا ہے درحقیقت وہ مطلوب نہیں ہوتا بلکہ مقصود صرف اس ''وظیفہ دعائیہ واستغفاریہ'' کا ثواب حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اپنی غلط رائے پر بے جا اصرار کرکے بدنتیجہ کی غالبًا یہ بدترین مثال ہے کہ اپنے خیالات ومذعومات سے نہ ہٹنے کے لیے آدمی اللہ پاک کی طرف ایسی غیر معقول بات منسوب کرنے کی جرات کرنے لگے ﴿ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا ﴾ [2]

---

[1] سُورۃ النجم : ۳۹ [2] سُورۃ بنی اسرائیل : ۴۳

ایسے ہٹ دھرموں کو یقینًا ہزار ولیوں سے بھی مطمئن نہیں کیا جا سکتا اِلا یہ کہ خدا ان ہی کو ایسی توفیق دے کہ اپنے اس روّیہ پر وہ خود ہی غور کریں، لیکن جو حضرات اپنی رائے اور اپنی ہوا کے بجائے اللہ اور رسول کی ہدایت کے اتباع ہی کو اپنا دستور بنائے ہوئے ہیں، یہ آیات ان کے اندر اس بات کا یقین پیدا کرنے کے لیے بالکل کافی ہیں کہ اہلِ ایمان کے لیے ان کے مرنے کے بعد بھی مغفرت و رحمت کی دعائیں اور التجائیں اللہ پاک سے کرنا عند اللہ ایک محمود اور مطلوب عمل اور گزر جانے والوں کے ساتھ احسان و ہمدردی کی یہ ایک پسندیدہ شکل ہے جس سے ان ''رفتگان'' کو ان شاء اللہ بہت کچھ نفع ہو سکتا ہے

قرآنِ پاک کی ان آیاتِ بینہ کے علاوہ نمازِ جنازہ میں اموات کے لیے دعا و استغفار کرنا اور بعد دفن قبر پر، اور اس کے بعد بھی اوقاتِ مختلفہ میں بالخصوص قبرستان پر گزرتے ہوئے اہلِ قبور کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا مانگنا آنحضرت ﷺ سے تعلیماً و عملاً بتواتر قطعی ثابت ہے (جس کی روایات اگر جمع کی جائیں تو یقینًا سینکڑوں سے متجاوز ہوں گی [1]) اور عہدِ رسالت سے آج تک طبقۃً بعد طبقۃٍ ساری امت کا اس پر عمل بھی رہا ہے غور فرمایا جائے کہ کسی مسئلہ کے حق و ثابت عند اللہ ہونے کا اس سے بڑا معیار اور کیا ہو سکتا ہے ؟ (جاری ہے)

---

[1] حافظ ابن قیمؒ ''کتاب الروح'' میں اس باب کی چند احادیث صحاح سے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں
وَدُعَاءُ النَّبِیِّ ﷺ لِلْاَمْوَاتِ فِعْلًا وَ تَعلیمًا وَ دُعَاءُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ عَصْرًا بَعْدَ عَصْرٍ اَکْثَرُ مِنْ اَنْ یُّذْکَرَ وَ اَشْھَرُ مِنْ اَنْ یُّنْکَرَ (کتاب الروح ص ۱۹۱)
اور ''اموات'' کے لیے رسول اللہ ﷺ کا دعا فرمانا اور امت کو اس کی تعلیم دینا اور علیٰ ہذا صحابہ و تابعین اور بعد کے مسلمانوں کا اپنے اپنے زمانہ میں اموات کے لیے دعا و استغفار کرنا اتنی کثرت سے منقول ہے کہ بیان میں نہیں آسکتا اور اس کی شہرت اتنی عام ہے کہ کوئی منکر معاند اس کا انکار بھی نہیں کر سکتا''

ماہِ صفر اور نحوست سے متعلق نبوی ہدایات

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَۃَ وَلَا ھَامَۃَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ کَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ. ١

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک کی بیماری کا (اللہ کے حکم کے بغیر خود بخود) دوسرے کو لگ جانا، بدفالی اور نحوست اور صفر (کی نحوست وغیرہ) یہ سب باتیں بے حقیقت ہیں اور مجذوم (کوڑھی) شخص سے اس طرح بچو اور پرہیز کرو جس طرح شیر سے بچتے ہو''

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا ھَامَۃَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ. ٢

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مرض کا (خود بخود بغیر حکمِ الٰہی کے) دُوسرے کو لگ جانا، اُلّو، ستارہ اور صفر (کی نحوست وغیرہ) کی کوئی حقیقت نہیں (وہم پرستی کی باتیں ہیں)''

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاعَدْوٰی وَلَا غُوْلَ وَلَا صَفَرَ. ٣

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ مرض کا (خود بخود) لگ جانا اور غولِ بیابانی اور صفر (کی نحوست) کی کوئی حقیقت نہیں''

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعِیَافَۃُ وَالطِّیَرَۃُ وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ. ٤

١ صحیح البخاری ٢ صحیح مسلم، ابوداؤد ٣ صحیح مسلم ٤ ابوداؤد، ابنِ ماجہ، احمد

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پرندوں کی بولی، اُن کے اُڑنے (یا اُن کے نام) سے فال لینا اور کنکری پھینک کر (یا خط کھینچ کر) حال معلوم کرنا شیطانی کام (یا جادُو کی قسم) ہے''

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ تَطَیَّرَ اَوْ تُطُیِّرَلَہٗ اَوْتَکَھَّنَ اَوْتُکِھِّنَ لَہٗ اَوْ سَحَرَ اَوْسُحِّرَ لَہٗ وَمَنْ اَتٰی کَاھِنًا فَصَدَّقَہٗ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ . (مُسند بزار)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو خود بُری فال (بدشگونی) لے یا جس کے لیے بُری فال لی جائے یا جو خود کہانت کرائے یا جس کے لیے کہانت کرائی جائے یا جو خود جادُو کرے یا جس کے لیے جادُو کیا جائے، اور جو شخص کسی کاہن کے پاس آیا اور اُس کی باتوں کی تصدیق کی تو اُس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ چیز (قرآن وشریعت) کا (ایک طرح سے) کفر کیا''

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی امور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے

ربیع الاوّل، اُسوۂ رسول اور ہمارا طرزِ عمل

﴿ مولانا نورالحق فیض صاحب زوبی، فاضل جامعہ العلوم الاسلامیہ کراچی ﴾

محسنِ کائنات کی بعثت سے قبل رُوئے زمین پر سچے اور صحیح عقیدے کا کہیں وجود نہ تھا ! توحید کی روشنی دم توڑ گئی تھی ! فتنوں کے طوفان میں حسنِ اخلاق کا چراغ بجھ گیا تھا ! بداخلاقی عروج پر تھی، دنیا حقوق العباد کا درس بھلا چکی تھی ! حسنِ معاشرت عنقاء ہو گیا تھا، غرض دنیا کے حالات اس بات کی متقاضی تھے کہ کوئی مصلحِ اعظم، معلمِ اخلاق ہو جو دنیا کو گمراہی و بداخلاقی کے دلدل سے نکال کر راہِ راست پر لائے ! تو ربِ کائنات نے حضرت محمد ﷺ کو دنیا کے حالات بدلنے اور انسانوں کو صراطِ مستقیم پر لانے کے لیے مبعوث فرمایا ! آپ نے کرۂ ارض پر توحید کے چراغ روشن کیے تمام انسانوں کو کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے جھنڈے تلے جمع کیا۔ محمد رسول اللہ ﷺ ایک ایسی قوم میں مبعوث ہوئے جو ہر قسم کی جہالت اور گمراہی میں گھری ہوئی تھی، تعلیم دے کر ان کے ظلم وستم وتعدی کو عدل وانصاف سے اور ان کی خشونت اور درشت مزاجی کو حلم اور بردباری سے ! اور ان کی جہالت کو علم ومعرفت سے ! اور ان کی باہمی بغض اور عداوت کو محبت اور اُلفت سے ! اور ان کی شقاوت اور ضلالت کو سعادت اور ہدایت سے ! اور ان کی عصیان کو اطاعت سے ! اور تفرق وتشتت کو اجتماع سے ! ضعف کو قوت سے ! خیانت کو امانت سے ! اور فحش و بے حیائی کو غیرت وعفت سے ! اور احسان سے رزائل کو شمائل سے بدل دیا ! اور علوم الٰہیات اور علومِ نبوت، علوم معاشرت اور علومِ معاش ومعاد اور علومِ اخلاق اور علومِ عبادت، عجم معاملات، علوم سیاست ملکیہ ومدنیہ میں رشکِ افلاطون اور اُستاد حکمائے عالم بنا دیا۔

انسانوں سے لے کر حیوانوں تک کے حقوق کو متعین کیا ! انسانوں کو گمراہی کی وادی سے نکال کر ہدایت کی شفاف راہ پر لائے ! انہیں قرآن وسنت کی اتباع کا حکم دیا ! اُمت کو بتایا کہ اسلام کے ماسوا ہر راہ گمراہی کی ہے اور بارگاہِ خداوندی ہی میں خشوع وخضوع، رکوع وسجود اور سوال

مغفرت و رحمت اور توبہ و اَنابت کے وہ طریقے بتائے کہ جن کا نہ کسی آسمانی کتاب میں پتہ ہے اور نہ زمینی کتاب میں ! ! !

شریعتِ محمدیہ نے مکارمِ اخلاق کی ایسی تکمیل اور تتمیم کی کہ کوئی ظاہری و باطنی خلق، حسن اور خصلتِ محمودہ ایسی نہ چھوڑی جس کی تاکید اکید نہ کی ہو جیسے حِلم و صبر، رضا و تسلیم، زُہد و قناعت، اخلاص و توکل، حبِ الٰہی اور اشتیاقِ لقائے خداوندی، ذکر اور شکر، فقراء و مساکین کے ساتھ احسان اور مواسات، اربابِ دنیا سے احتراز و اجتناب، اکابر کی توقیر و تکریم اور اصاغر پر شفقت اور ترحم ! وعلٰی ہذہ الاخلاقِ ذمیمہ میں سے کوئی ظاہری و باطنی خلق رذیل ایسا نہیں چھوڑا جس کے ترک کی تاکید اور اس کے ارتکاب پر تہدید اور وعیدِ شدید نہ کی ہو جیسے کبر و حسد اور حبِ مال اور حبِ جاہ ! !

بنا بریں دینِ اسلام لوگوں کے دلوں میں رچ بس گیا اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر مر مٹنے کے لیے تیار ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ کی بتلائی ہوئی راہ ان کے لیے فلاحِ دارین کی راہ بن گئی ! !

لیکن آج معاملہ اس کے برعکس ہے، لوگ دینِ اسلام سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں ! خاندانی و علاقائی رسم و رواج کے بندھن میں بند ہوتے چلے جارہے ہیں ! دین کے نام پر مختلف قسم کی رسومات نے جڑیں گاڑھ لی ہیں ! حسنِ اخلاق کا آفتاب اوجھل ہوتے دکھائی دے رہا ہے، دوسروں کو اذیت دینے کا منحوس چرخہ مسلسل گھوم رہا ہے خصوصاً وہ مہینہ جو ہمارے لیے خوشی کا باعث تھا جس ماہ میں نبی کریم ﷺ دنیا میں تشریف لائے تھے جس کے بعد غلامی کی زنجیریں ٹوٹ گئی تھیں، دوسروں کو تکلیف دینے کا دروازہ بند ہو گیا تھا، جس کے بعد مسلم اُمت اخلاق کے اعلٰی مقام پر فائز ہو گئی تھی، اَلْمُؤْمِنُوْنَ کَجَسَدٍ وَّاحِدٍ کی تصویر واضح تھی۔

لیکن افسوس صد افسوس ! آج اسی مہینے میں سب سے زیادہ بے دینی ہوتی ہے، یہی مہینہ سب سے زیادہ تکلیف دہ و اَفسردہ ہے ! عشقِ رسول کے نام پر دوسروں کا جینا حرام کر دیا گیا، حب النبی کے خوبصورت نعرے کی آڑ میں اپنے من کی شرارت کی جارہی ہے، وہ بازار جو البغض جگہ تھی،

آج وہاں عشق رسولِ کے نام پر مخلوط بھنگڑے ڈالے جا رہے ہیں ! آپ جس موسیقی کو ختم کرنے کے لیے تشریف لائے تھے آج اسی موسیقی کو میلادِ رسول کے نام سے پروگرام میں پوری ڈھٹائی سے عام کیا جا رہا ہے ! نعت گوئی گویا ڈھول باجوں میں گم ہو کر رہ گئی ہے ! موسیقی تو موسیقی ہے یہاں تو کلماتِ مقدسہ کی بے حرمتی کا بازار بھی عروج پر ہے ! ربیع الاوّل میں بینر لگائے جاتے ہیں جن پر نعلینِ مبارک اور کلمہ اور درود لکھا ہوتا ہے ، ہوائیں اسے اُڑاتی ہیں اور وہ تار تار ہو جاتے ہیں، گٹروں میں گر جاتے ہیں جہاں ان کی جھاڑئیں بنالی جاتی ہیں ! اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے نام کی بڑی بے حرمتی ہوتی ہے اور ہزاروں لاکھوں روپے نالوں میں بہہ جاتا ہے ! ! !

بس ہر طرف نافرمانی اور چیخ و پکار ہے ! نہ کسی مریض کی فکر ! اور نہ کسی مجبور کا غم ! بس ہم تو ٹھہرائے عاشقِ رسول یا للعجب ! یہ کیسا عشق ہے بھلا !

کیا یہ اسوۂ رسول ہے ؟ ؟ کیا یہ عشق نبی ہے ؟ ؟ کیا یہ دینِ شریعت ہے ؟ ؟

کیا خیر القرون کا ربیع الاوّل بھی ایسا تھا ؟ نہیں ! نہیں ! ہرگز نہیں تھا ! ! !

تو خدارا اب ہمیں ان حماقتوں سے باز آجانا چاہیے ! ہمیں اپنی زندگی کو اسوۂ رسول کے سانچے میں ڈھالنا چاہیے ! اور مومن کا ہر لمحہ ربیع الاوّل ہونا چاہیے چنانچہ ہم حوضِ کوثر کے طلبگار اور شفاعتِ محمد ﷺ کے امیدوار ! ! نبی کے قدم بقدم چلتے ہوئے ان تمام چیزوں کو چھوڑنا چاہیے جو نبی کے طریقے پر نہیں کیونکہ جامِ کوثر ان ہی امتیوں کو ملے گا جو آپ کی اتباع کرتے ہیں ! !

یاد رکھیے ! سنت ایک نور ہے ! بدعت ایک ظلمت ہے ! ہم نور کے ساتھی ہیں، ظلمت تو کافروں کے لیے ہے ! ! !

امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کی جماعتی مصروفیات

﴿ مولانا عکاشہ میاں صاحب، نائب مہتمم جامعہ مدنیہ جدید ﴾

۱۷؍ جولائی کو ڈیرہ اسماعیل خان سے حاجی غلام مصطفیٰ صاحب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم سے ملاقات کی، رات کا کھانا حضرت کے ساتھ تناول فرمایا بعد ازاں واپس تشریف لے گئے۔

۲۲؍ جولائی کو جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم انتخابات لاہور مولانا محمد حسین صاحب کی دعوت پر حضرت صاحب جمعیۃ کی رکنیت سازی مہم کے سلسلہ میں لبرٹی چوک تشریف لے گئے اس موقع پر صوبائی ناظم انتخابات جناب نور خان ہانس صاحب ایڈووکیٹ، جناب حافظ نصیر صاحب احرار اور حافظ غضنفر عزیز صاحب بھی موجود تھے۔

۲۵؍ جولائی کو امیر جے یو آئی پنجاب، قطر سے تشریف لائے ہوئے حضرت کے پرانے رفیق ملتان کے حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب کی عشائیہ کی دعوت پر شام ساڑھے پانچ بجے جامعہ مدنیہ جدید سے ملتان کے لیے روانہ ہوئے، اس موقع پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری، شیخ الحدیث بابُ العلوم کہروڑ پکا حضرت مولانا منیر احمد صاحب منور اور مجلس احرار پاکستان کے حضرت مولانا سید کفیل شاہ صاحب بخاری مدظلہم و دیگر حضرات شریک تھے۔ رات گیارہ بجے حضرت صاحب لاہور کے لیے روانہ ہوئے اور رات تین بجے بخیریت جامعہ پہنچے والحمدللہ

دارُالافتاء کا ای میل ایڈریس اور وٹس ایپ نمبر

darulifta@jamiamadniajadeed.org

Whatsapp : +92 321 4790560

عالمی خبریں

سائنسی خطا

1582ء میں 4 اکتوبر کے بعد 15 اکتوبر آنے کی وجہ گریگورین کیلنڈر کی اصلاحات تھیں ! اس وقت پوپ گریگوری XIII نے جیولین کیلنڈر کی جگہ گریگورین کیلنڈر متعارف کرایا تاکہ موسم اور کیلنڈر میں ہم آہنگی برقرار رکھی جاسکے جیولین کیلنڈر 45 قبل مسیح میں جولیس سیزر کے ذریعے نافذ کیا گیا تھا لیکن اس میں ایک چھوٹا سا فرق تھا !

یہ کیلنڈر ہر سال کو 365.25 دنوں پر مشتمل سمجھتا تھا جبکہ اصل میں ایک سال 365.2422 دن کا ہوتا ہے اس فرق کی وجہ سے جولیئن کیلنڈر ہر 128 سال میں ایک دن کی غلطی پیدا کر رہا تھا !

1582 تک یہ غلطی تقریباً 10 دن کی ہوچکی تھی۔ پوپ گریگوری XIII نے اس غلطی کو دور کرنے کے لیے فیصلہ کیا کہ 4 اکتوبر 1582 کے بعد کا دن 15 اکتوبر 1582 ہوگا ! اس طرح جیولین کیلنڈر سے گریگورئین کیلنڈر کی طرف منتقلی ممکن ہوسکی !

اس کے بعد گریگورین کیلنڈر نے جیولین کیلنڈر کی جگہ لے لی اور آج بھی زیادہ تر دنیا اسی کیلنڈر کو استعمال کرتی ہے !

موبائل فون اور دیگر جدید آلات میں تاریخیں صحیح ہوتی ہیں کیونکہ یہ گریگورین کیلنڈر کے مطابق ہوتی ہیں، جواب بھی درست ہے اس لیے ہمارے موبائل میں تاریخیں غلط نہیں ہیں بلکہ یہ تاریخی اصلاحات کی بنا پر صحیح ہیں ! (ماخوذ از سوشل میڈیا)

کعبہ کے بغیر دنیا رک جائے گی : نئی تحقیق

(اس تحقیق کے ہر جزیئے سے ادارے کا اتفاق ضروری نہیں)

جکارتہ (یو این آئی) نئی تحقیق کے مطابق کعبہ کے بغیر دنیا رک جائے گی کیونکہ زمین کی گردش طواف خانہ کعبہ اور نماز کی ادائیگی کی وجہ سے ہے۔ ایک انڈونیشین ویب سائٹ نے کعبۃ اللہ اور اس میں نصب حجر اسود کے حوالے سے پندرہ یونیورسٹیوں کی ہونے والی اجتماعی تحقیق کی رپورٹ پر مبنی امریکی پروفیسر لارنس ای یوزف کی رپورٹ شائع کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ کعبہ کے بغیر دنیا رک سکتی ہے اگر مسلمان طواف کعبہ چھوڑ دیں یا نماز کی ادائیگی نہ کریں تو یقیناً ہماری زمین کی گردش رک جائے گی کیونکہ حجر اسود پر مرکوز سپر موصل کی گردش برقی مقناطیسی لہریں نہیں بکھیرے گی !

رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ پندرہ یونیورسٹیوں کی تحقیق کے نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ حجر اسود ایک الکا ہے جس میں دھات کی مقدار بہت زیادہ ہے جو کہ موجودہ اسٹیل سے تیئس ہزار گنا زیادہ ہے۔ کچھ خلا باز جنہوں نے زمین سے نکلتی ہوئی انتہائی روشن روشنی کو دیکھا اور تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ وہ روشنی کعبہ سے نکلتی ہے !

تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ حجر اسود سپر کنڈکٹر ہے جو ایک مائیکروفون کی طرح کام کرتا ہے جو ان لہروں کو ہزار میل دور تک پہنچاتا ہے۔ پروفیسر لارنس یوزف نے اپنی تحقیقی رپورٹ میں یہ خاص نوٹ بھی لکھا ہے کہ مسلمانوں کا ہم پر واقعی ایک بہت بڑا قرض ہے کہ طواف کعبہ اور نمازیں زمین کی حرکت کے لیے سپر موصل کو برقرار رکھتی ہیں۔ واضح رہے کہ خانہ کعبہ دنیا کی وہ واحد عبادت گاہ ہے جہاں سال میں ایک لمحہ کے لیے بھی طواف نہیں رکتا ہے جبکہ مسلمان دن میں پانچ وقت کی نمازیں ادا کرتے ہیں اور سورج کی گردش کے باعث دن کے ہر لمحہ میں دنیا کے کسی نہ کسی خطے میں اذان اور نماز کی ادائیگی کی جا رہی ہوتی ہے۔ (ماخوذ از سوشل میڈیا)

وفیات

☆ ۲۹ ر جون کو جمعیۃ علماء اسلام ضلع جعفر آباد کے سر پرست اعلیٰ جناب میر محمد اسلم صاحب عمرانی ڈیرہ مراد جمالی کے قریب نامعلوم مسلح افراد کی فائرنگ سے شہید ہو گئے۔

☆ یکم محرم الحرام ۱۴۴۶ھ/ ۸ر جولائی ۲۰۲۴ء کو جامعہ مدنیہ جدید کے ناظم ڈاکٹر محمد امجد صاحب کی خالہ طویل علالت کے بعد دہلی ہندوستان میں انتقال فرما گئیں۔

☆ ۲۳ر جولائی کو جامعہ مدنیہ جدید کے معاون ناظم مولانا محمد عامر اخلاق صاحب کے ماموں طویل علالت کے بعد کوٹ عبدالمالک میں وفات پا گئے۔

☆ ۱۸ر محرم الحرام ۱۴۴۶ھ/ ۲۵ر جولائی ۲۰۲۴ء کو مولانا سید حسان میاں صاحب کے ماموں محترم حافظ سید اختر صاحب دہلی ہندوستان میں انتقال فرما گئے۔

☆ ۱۸ر محرم الحرام ۱۴۴۶ھ/ ۲۵ر جولائی ۲۰۲۴ء کو جامعہ مدنیہ لاہور کے شعبہ تجوید کے صدر مدرس حضرت مولانا قاری محمد ادریس صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ اچانک انتقال فرما گئیں۔

☆ ۲۱ر محرم الحرام ۱۴۴۶ھ/ ۲۷ر جولائی ۲۰۲۴ء بروز ہفتہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب کے ماموں محترم شوکت عمر صاحب مختصر علالت کے بعد لاہور میں انتقال فرما گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو، آمین۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

7 ستمبر 1974 کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں اور لاہوری گروپ کو متفقہ طور پر
غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا 7 ستمبر 2024 کو اس فیصلے کے 50 سال مکمل ہونے پر
بمقام
مینارِ پاکستان لاہور
7
ستمبر بروز ہفتہ
بعد نمازِ عصر
2024
یوم الفتح
فقید المثال
تاریخی
عظیم الشان
ختمِ نبوت
گولڈن جوبلی
بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے
زیرِ صدارت
پیرِ طریقت رہبرِ شریعت
خانقاہ
حضرت مولانا
حافظ ناصر الدین خان
خاکوانی
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
مہمانِ خصوصی
قائد ملت اسلامیہ
حضرۃ مولانا فضل الرحمن
قائد جمعیۃ
دامت برکاتہم
مرکزی امیر جمعیۃ علماء اسلام
علماء کرام مشائخ
قائدین سواد الشور
اور قانون دان
خطاب فرمائیں گے
منجانب
زیرِ اہتمام
عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوۃ لاہور
0300-4304277
0300-4275579
0302-4198012

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا جہاں الحمدللہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں ! جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دعاؤں اور تعاون سے ہوگی، اس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیزو اقارب کو بھی ترغیب دیجیے ! ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر پندرہ ہزار روپے (15000) لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں !

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اراکین اور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے لیے

سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

+92 - 333 - 4249302   +92 - 333 - 4249301

+92 - 323 - 4250027   +92 - 345 - 4036960

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-00954) MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-00954) MCB کریم پارک برانچ لاہور

انوار مدینہ کا اکاؤنٹ نمبر (2-7914-100-020-00954) MCB کریم پارک برانچ لاہور

MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67

+92 333 4249302 | +92 335 4249302
+92 333 4249302 | jamiamadniajadeed
jmj786_56@hotmail.com | jamiamadnia.jadeed
jmj_raiwindroad | jamiamadniajadeed.org